مسلسل اشاعت کا بائیسواں سال
ماہنامہ
معارف رضا
کراچی
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل
اسلامی جمہوریہ پاکستان

بانی: مولانا سید محمد ریاست علی قادری رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مسلسل اشاعت کا بائیسواں سال

ماہنامہ معارفِ رضا کراچی

شمارہ (46) ذی الحجہ و محرم 23-1422ھ مارچ 2002ء

مدیر اعلیٰ: صاحبزادہ وجاہت رسول قادری

مدیر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

نائب مدیر: اقبال احمد اختر القادری

مشمولات

مشاورت

علامہ شاہ تراب الحق قادری

الحاج شفیع محمد قادری

علامہ ڈاکٹر حافظ عبدالباری

منظور حسین جیلانی

حاجی عبداللطیف قادری

ریاست رسول قادری

حاجی حنیف رضوی

کے۔ ایم۔ زاہد

سرکولیشن اشتہارات

سید محمد خالد القادری، محمد فرحان الدین قادری

کمپوزر

شیخ ذیشان احمد قادری

ھدیہ فی شمارہ =/10 روپیہ سالانہ =/120 روپیہ

بیرونی ممالک =/10 ڈالر سالانہ لائف ممبر شپ =/300 ڈالر

نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارف رضا" ارسال کریں چیک قابل قبول نہیں

25 جاپان مینشن ...

فیکس 021-7732369 ... hotmail.com

(... ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی سے شائع کیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اپنی بات

سید وجاہت رسول قادری

قارئین کرام،   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج کل ہمارے پیارے وطن پاکستان میں ایک بار پھر حکومتی سطح پر نظریہ تعلیم، مقصد تعلیم اور نصاب تعلیم کی بحث چھڑی ہوئی ہے۔ پاکستان کی ۵۵/سالہ تاریخ میں یہ کوئی پہلی بات نہیں بلکہ گذشتہ حکومتوں کے دور میں بھی متعدد بار یہ سوال اٹھایا گیا کہ ہمارا مقصد تعلیم اور نظامِ تعلیم کس نہج پر استوار کیا جائے۔ یقیناً یہ ہماری تاریخ کا المیہ ہے کہ آزادی کے ۵۵/برس بعد بھی ہم نہ تو اپنے نظریہ تعلیم اور مقصد تعلیم کی جامع تعریف پیش کر سکے اور نہ ہی قوم کے نونہالوں کو کوئی مربوط تعلیمی نظام دے سکے۔ البتہ بہ ہمہ خرابی بسیار موجودہ حکومت پہلی بار اور شاید سنجیدگی سے، مدارس اسلامیہ کے تعلیمی نصاب ونظام کی تشکیلِ نو اور ترتیب جدید کی طرف توجہ دے رہی ہے تاکہ اسے نہ صرف عصر حاضر کے مسلّم تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جا سکے بلکہ جن کی بنیاد پر دینی مدارس سے فارغ التحصیل طلباء واساتذہ کو بھی معاشرہ کا ایک مفید اور کار آمد شہری بنایا جا سکے اور انہیں عوامی اور حکومتی سطح پر جائز مقام مل سکے۔ جہاں تک اس مقصد کا تعلق ہے تو کوئی پاکستانی مسلمان اس سے اختلاف نہیں کر سکتا ہے۔ اس بات کی ضرورت ایک عرصے سے محسوس کی جا رہی تھی کہ مدارس دینیہ کے نصاب ونظام تعلیم کو جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے اور دور حاضر کے بہت سے نو دریافت اور معاشرتی اور مدنی زندگی کے لئے ناگزیر علوم اور روز افزوں وسائل و آلاتِ ابلاغ علم واستعمالات سے بھرپور استفادہ کیا جائے تاکہ ان مدارس کے طلباء واساتذہ تبلیغِ دین اور اشاعتِ علومِ اسلامی کے ساتھ ساتھ جدید دور کے باخبر شہری کی حیثیت سے زندگی کے ہر میدان میں بہتر کارکردگی دکھا سکیں۔ لیکن جہاں تک اس پالیسی کو عملی جامہ پہنانے کا تعلق ہے تو ہم ملک کے ارباب بست وکشاد تک بلاخوف تامل چند معروضات پیش کرنا ضروری خیال کرتے ہیں کیونکہ یہ ہمارا حق ہے کہ ہم سچی بات کا ابلاغ کریں تاکہ کسی بگاڑ یا خرابی کی قبل از وقوع اصلاح ہو سکے۔ دنیا کی ہر مہذب سوسائٹی اپنے نظریہ حیات کے مطابق تعلیمی نظام مرتب کرتی ہے۔ مقاصد کا تعین پھر اسی کے پیش نظر کیا جاتا ہے۔ لہذا نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کا از سر نو ڈھانچہ تیار کرنے سے پہلے ہمارے حکمرانوں کے ذہنوں میں یہ بات بالکل واضح ہونی چاہئے کہ پاکستان کی اساس اللہ تعالیٰ اور اس کے معظم ومکرم رسول ﷺ کی محبت یعنی اسلام اور محض اسلام پر ہے۔ اس لئے ہمارے نظامِ تعلیم کا محور بھی رضائے الٰہی اور حب رسول ﷺ ہونا چاہیے۔ پھر تعلیمی مقاصد بھی اس کے تابع ہوں گے، لہذا تعلیمی پالیسی بناتے وقت اس حقیقت کو ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں تاریخ اسلام کا مطالعہ بھی ناگزیر ہے۔ سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ کے شیدائی جس ملک میں گئے تو ان کے ایک ہاتھ میں فتح ونصرت کا علم ہوتا تو دوسرے میں قرطاس وقلم۔ آپ تاریخ اٹھا کر دیکھیں رسول اللہ ﷺ کے متوالے جس سرزمین بھی گئے وہاں بساط رزم پلٹ کر بزم علم وفن اس طرح آراستہ کی کہ وہاں کے لوگوں کی دنیا سنوارنے کے ساتھ ساتھ دل کی کایا بھی پلٹ دی۔ کہاں، کہاں چراغ علم حقیقی کی روشنی نہیں پھیلائی۔ اگر عربستان کے صحراؤں کو گل گلزار بنایا، تو یورپ کے یخ بستہ پہاڑوں اور میدانوں کو علم و حکمت کی شعاؤں سے توانائی وتابانی بخشی، افریقہ کے گھنے جنگلوں میں جہاں سورج کی کرنیں بھی نہیں داخل ہو سکتی تھیں اور جہاں وحشیوں کا راج تھا، علم وحکمت کے چراغ روشن کئے اور درندوں کو ایمان کا مجلّٰہ اور مصفّٰی لبادہ عطا کر کے انسان بنایا۔

دوسرے یہ کہ اہل سنت و جماعت کے مدارس میں علوم اسلامی، مثلاً تفسیر، فقہ، حدیث، عقائد تصوف وغیرہ کا جو مستند نصاب صدیوں سے چلا آ رہا ہے اس میں کسی دوسرے مسلک مثلاً غیر مقلدیت، وہابیت وغیرہ کی آمیزش یا الحاقات، یا قطع برید سے قطعی گریز کیا جائے، ایسی کوئی کاوش سعی لاحاصل ہوگی، اہل سنت اسے مسترد کرنے میں حق بجانب ہوں گے۔ ہم یہ خدشات اس لئے محسوس کررہے ہیں، اور بجا طور پر کررہے ہیں کہ اس وقت حکومت کے شعبۂ تعلیم، ثقافتِ اسلامی اور مذہبی امور میں وفاقی اور صوبائی ہر سطح کے کلیدی منصب پر اہل سنت کی نمائندگی نہ ہونے کے برابر ہے۔ چاروں صوبائی اور وفاقی وزرائے مذہبی امور میں کسی کا بھی تعلق اہلسنت وجماعت (جو اس ملک کی اکثریت ہے) سے نہیں ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ حکومت جن گروپوں کو دہشت گرد قرار دے چکی ہے اور ان کی سرپرست نام نہاد جن دینی جماعتوں کے ''امیروں'' کو گرفتار کرچکی ہے ان کے وابستگان ایوان حکومت میں اب بھی بااثر مسندوں پر براجمان ہیں جس کی بناء پر ''غریب شہری'' پریشان ہیں کہ یا الٰہی یہ ماجرہ کیا ہے؟ ان حالات میں حکومت کی تعلیمی پالیسیوں کے مثبت اور مفید نتائج کا حصول اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، تیسرے یہ کہ نیا نظام تعلیم اور نیا نصاب مرتب کرنے کے لئے وفاقی، صوبائی یا ضلع و تحصیل کی سطح پر جو بھی ٹاسک فورس بنائی جائے اس میں اہل سنت سے وابستہ علماء دانشوروں، ماہرین تعلیم اور اسکولوں، کالجوں اور جامعات کے اساتذہ کو برابر کی نمائندگی دی جائے۔

چوتھے یہ کہ جامع نظام تعلیم اور مربوط نصاب تعلیم کی تشکیل کے لئے ضروری ہے ہم محض ''سرمۂ افرنگ'' کی سحر آفرینی سے متاثر ملکی یا غیر ملکی ماہرین تعلیم یا دانشوروں کے خیالات و تجربات سے ہی استفادہ نہ کریں بلکہ ہمیں تاریخ اسلام کے اپنے اپنے دور کے نامور مفکرین، علماء دانشور اور علم و فن کے اساتذہ شخصیات مثلاً علامہ سیوطی، ابن سینا، امام غزالی (علیہم الرحمۃ) کے افکار و خیالات اور مشاہدات و ہدایات سے بھی بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اس لئے کہ یہ ہمارے محسنین ہیں انہوں نے ہمارے تعلیمی نظام کو بنیادی ڈھانچہ فراہم کیا جس پر عمارت تعمیر کرکے ہم ازمنۂ عروسطی میں علم و فن کی اوج ثریا تک پہنچ سکے، یورپ و ایشا کے دور دراز کے حصوں تک علم کی روشنی پھیلائی اور جہل کی تاریکی سے نجات عطا کی۔

پانچویں یہ کہ ماضی قریب کے برصغیر کے اسلامی مفکرین، مثلاً مجدد الف ثانی، محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق قادری محدث دہلوی، علامہ فضل حق خیرآبادی، عبدالعلی بحر علوم فرنگی محلی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی (علیہم الرحمۃ والرضوان) کے تعلیمی افکار و نظریات کا مطالعہ بھی اس سلسلہ میں بہت مفید اور حل الاشکال ثابت ہوگا۔ اس لئے کہ یہ اپنے اپنے دور کے عبقری وقت تھے اور برصغیر پاک و ہند میں اسلامی علوم و فنون کے فروغ میں ان کی عظیم خدمات ہیں۔ مؤخر الذکر (امام احمد رضا م۱۹۲۱ء) کے تعلیمی نظریات پر گذشتہ پانچ چھ برسوں میں خاصا تحقیقی کام ہوچکا ہے جو مقالات کی صورت میں ''معارف رضا'' کے صفحات میں محفوظ ہے اور بعض کتابی صورت میں شائع ہوچکے ہیں۔ ان کا دور ہم سے بہت قریب ہے ان کے تعلیمی نظریات جدید و قدیم دونوں افکار پر مبنی ہیں۔ اس موضوع پر اہم نگارشات علامہ مولانا جلال الدین قادری (جہلم)، علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (سرپرست اعلیٰ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی) اور پروفیسر سلیم اللہ جندران، منڈی بہاء الدین (حفظہم اللہ تعالیٰ) نے پیش کی ہیں جن سے استفادہ کیا جاسکتا ہے بلکہ مذکورہ مصنفین کے ذاتی افکار و نظریات اور مشاہدات و تجربات سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے اس لئے کہ تینوں حضرات درس و تدریس اور جدید و قدیم دونوں تعلیمی نظام سے وابستہ رہے ہیں۔

چھٹی عرض یہ ہے کہ حکومت پاکستان جس طرح مدارس اسلامیہ کے لئے کوشاں ہے کہ اس کے نصاب اور نظام تعلیم کو جدید عصری تقاضوں سے ہم آہنگ اور مربوط کیا جائے، یہاں کے اساتذہ اور طلباء کو بھی جدید دنیا کے مسائل اور اقتصادی، سائنسی اور سیاسی علوم سے آگاہ رکھا جائے اور ابلاغ عامہ کی نت نئی ایجادات سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے مدارس اسلامیہ میں بھی تحقیق و تصنیف کے ذوق و شوق کو فروغ دیا جائے تاکہ اس نظام تعلیم کے فیض یافتہ اساتذہ اور طلباء ایک ذی وقار ہوشیار اور سمجھدار شہری کی حیثیت سے معاشرہ میں مفید خدمات انجام دے سکیں، بالکل اسی طرح ان کی یہ بھی کوشش ہونی چاہیے، بلکہ اس طرف انہیں زیادہ خاص توجہ دینی چاہیے، کہ کالج اور یونیورسٹی کے طلباء بھی ایک اچھے مسلمان بن کر نکل سکیں۔ پرائمری اسکولوں سے لیکر یونیورسٹی تک کا نصاب اور نظام تعلیم ایسا مرتب کیا جائے کہ جب طالب علم فارغ التحصیل ہوکر نکلے تو وہ ایک اچھے ڈاکٹر، اچھے انجینئر، اچھے استاد، اچھے بینکر کے ساتھ ساتھ ایک ایسا اچھا مسلمان بھی ہو جو حقوق اللہ اور حقوق العباد سے

ا ہے۔ پاکستان کی ۵۵ سالہ
تواز کیا جائے۔ یقیناً یہ ہماری
اکو کوئی مربوط تعلیمی نظام دے
طرف توجہ دے رہی ہے تاکہ
رہ کا ایک مفید اور کارآمد شہری
بن کرسکتا ہے۔ اس بات کی
ضر کے بہت سے نو دریافت
ارس کے طلباء و اساتذہ تبلیغ
، جہاں تک اس پالیسی کو عملی
ار احق ہے کہ ہم یہی بات کا
ہے۔ مقاصد کا تعین پھر اسی
الکل واضح ہونی چاہئے کہ
ضائے الٰہی اور حب رسول
ں سلسلے میں تاریخ اسلام کا
قرطاس و قلم۔ آپ تاریخ
ا دنیا سنوارنے کے ساتھ
ہاڑوں اور میدانوں کو علم و
تھا، علم و حکمت کے چراغ

پوری طرح واقف ہو، خشیت الٰہی اور محبت رسول ﷺ اس کے رگ و ریشے میں جاری و ساری ہو، حلال و حرام سے اس طرح واقفیت رکھتا ہو کہ عملی زندگی میں آنے کے بعد جس پیشہ سے وابستہ ہو اس کے تمام جائز اور ناجائز امور سے کماحقہٗ آگاہ ہوتا کہ دیانت و امانت اور محنت و عدالت سے اپنا فریضۂ منصبی ادا کر سکے۔

یہ مشاہدہ ہے کہ اگر چہ، مدارس اسلامیہ کا فارغ التحصیل طالب علم عمومی طور پر بھولا بھالا، شرمیلا اور دنیاوی امور سے نابلد ہوتا ہے، لیکن وہ کم از کم مسلمان تو ہوتا ہے وہ حلال و حرام جائز و ناجائز سے اپنی ضروریات کی حد تک واقف ہوتا ہے، اس کا قلب خشیت الٰہی سے لرزتا اور اس کی جان محبت رسول ﷺ کی چاشنی سے شاد کام رہتی ہے وہ بزرگوں کا باادب اور لوگوں کا ہمدرد ہوتا ہے۔ جب کہ اس کے مقابلہ میں ایک یونیورسٹی کا طالب علم فراغت تعلیم کے بعد (عمومی طور پر) زیادہ چالاک و ہوشیار، دلیر جدید طرز زندگی کا دلدادہ، شرم و حیاء سے عموماً عاری، گناہ پر بے باک، فرق مراتب سے نابلد، دینی معلومات سے تقریباً کورا اور حلال و حرام، جائز و ناجائز سے ناآشنا سا ہوتا ہے۔ کالج اور یونیورسٹیوں کے ماحول میں فتنہ و فساد اور توڑ پھوڑ کا بھی عنصر ہوتا ہے جبکہ ایک مدرسہ کا ماحول پر سکون، ادب و احترام اور محبت و شفقت کا ہوتا ہے۔ مدرسہ کا طالب علم بیچارہ تو فتنہ و فساد کے نام سے خوف کھاتا ہے۔ ہم یہاں پر ان دہشت گرد مدرسوں اور ان کے کلاشنکوف بردار طلباء اور اساتذہ کی بات نہیں کر رہے ہیں جنہوں نے اسلام کو ملک اور بیرون ملک دونوں جگہ بدنام کیا، ہم اس وقت صرف اہل سنت کے پر امن مدارس کے حوالے سے گفتگو کر رہے ہیں۔ وقت کی اشد ضرورت یہ ہے کہ اول اپنی اولاد کو سچا مسلمان بنایا جائے۔ مدرسہ کا فارغ التحصیل اگر کوئی بڑے منصب کی ملازمت اختیار نہیں کر سکتا یا اس کا اہل نہیں ہو سکتا تو کم از کم مسجد کی خدمت کر کے۔ امن و چین کے ساتھ زندگی گزار سکتا ہے، لیکن ایک یونیورسٹی کا طالب علم جس کا قلب خشیت الٰہی سے خالی ہوتا ہے جتنے بھی اعلیٰ منصب پر پہنچتا ہے اتنا ہی وہ مفاد پرست، خود غرض اور خلق خدا کے لئے ظالم، اور ناانصاف بن جاتا ہے۔ (بیشک ان میں بعض ایسے بھی افراد پائے جاتے ہیں جو خدا ترس نیک دل، اسلام کا فہم رکھنے والے ہوتے ہیں لیکن ان کی تعداد بہت ہی کم ہے اور وہ اپنے بزرگوں کی صحبت، گھریلو ماحول اور والدین کی تربیت کی بناء پر کالج اور یونیورسٹیوں کے پراگندہ ماحول سے بفضل ایزدی محفوظ رہ جاتے ہیں) اس کے ثمرات ہم پاکستان کے قیام کے ۵۵ برسوں میں مختلف ادوار میں دیکھتے چلے آئے ہیں۔ اسی قسم کے طلباء آگے چل کر سیاسی اور معاشرتی زندگی میں حصول منصب قیادت کے بعد کرپشن اور سیاسی انتشار کا باعث بنتے رہے ہیں۔ اس لئے ہم حکومت پاکستان سے یہ مخلصانہ گزارش کرتے ہیں کہ مغربی طرز تعلیم کے نظام و نصاب میں بھی ایسی ہی انقلابی تبدیلیاں لائی جائیں کہ جس سے کالج اور یونیورسٹی کا طالب علم ایک اچھا مسلمان بھی بن کر نکل سکے اور ایک اچھا مسلمان ہی معاشرہ کا مفید فرد، ملک کا ذمہ دار شہری اور قوم و ملت کا سچا خادم ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ انقلابی تبدیلی ابتدائی (پرائمری) سطح سے شروع کی جائے اسی اہم نکتہ پر زور دیتے ہوئے امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

> ''اسلام کی تعلیم کو بنیادی حیثیت حاصل ہونی چاہیے۔ تعلیم کا محور دین اسلام ہونا چاہیے کیونکہ ملت اسلامیہ کے ہر فرد کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ کیا ہے؟ اور اس کا دین کیا ہے؟''

وہ اس تصور کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

> ''تعلیم کا بنیادی مقصد خدارسی اور رسول شناسی ہونا چاہیے تاکہ ایک عالمگیر فکر ابھر کر سامنے آئے، سائنس اور مفید علوم عقلیہ کی تحصیل میں مضائقہ نہیں مگر ہیئت اشیاء کی معرفت سے زیادہ خالق اشیاء کی معرفت ضروری ہے''

بچوں کو باکردار (مومنِ صالح) بنانے کے لئے امام احمد رضا کے بقول:

> ''ابتدائی سطح پر ایسی تعلیم اور تربیت دی جائے کہ ان کے دل پر رسول اکرم ﷺ کی محبت و عظمت کا نقش بیٹھ جائے کیوں کہ کردار سازی کا یہی زمانہ ہوتا ہے اس وقت کا بتایا ہوا پتھر کی لکیر ہوتا ہے ساتھ ہی ساتھ حضور اکرم ﷺ سے نسبت رکھنے والی ہر شے اور شخصیت مثلاً آل و اصحاب، اولیاء و علماء کی محبت و عظمت بھی ان کے دل میں پیدا کی جائے۔ لیکن ان بچوں کو جو کچھ پڑھایا جائے وہ حقائق و صداقت پر مبنی ہو، اس لئے کہ صحتِ فکر اسی سے وابستہ ہے''

یہ بھی یہ بات
بڑی ناانصافیاں ہوئی ہیں۔
ہے۔ جس کا اعتراف ہر دور
میں بیٹھ گئے تھے اور پاکستان
نصاب بنایا جانے لگا تو نصار
کی دینی ملی اور تحریک پاکستا
کے مخالفانہ کردار پر تاریخ کے
ہے کہ حکومت پاکستان دہش
اندرون و بیرون ملک یہ نو
کرنا چاہتے ہیں، اس لئے
تعلیم کی تشکیل سے حکومت
بنیں۔ ہم دعا کرتے ہیں ک
قیامت قائم و دائم رکھے۔ آ

یہ بھی یہ بات عرض کرتے چلیں کہ اسکول، کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر ہم اہل سنت کے ساتھ نصاب کی تشکیل میں قیام پاکستان کے وقت سے لیکر آج تک بڑی ناانصافیاں ہوئی ہیں۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ تحریک پاکستان کے چلانے اور اسے کامیابی سے ہمکنار کرنے میں اہل سنت کے علماء ومشائخ کا خاص کردار رہا ہے۔ جس کا اعتراف ہر دور کے سربراہ مملکت اور خود صدر جنرل مشرف صاحب نے بھی کیا ہے، جبکہ دیو بندی اور اہل حدیث (الآ ماشاء اللہ) بطور قوم ہندو کانگریس کی گود میں بیٹھ گئے تھے اور پاکستان کے قیام کی بھرپور مخالفت کی۔ لیکن قیام پاکستان کے فوراً بعد جب بھی پاکستان کی تاریخ، اسلامیات، پاکستان اسٹڈیز اور دیگر مضامین کا نصاب بنایا جانے لگا تو نصاب کمیٹی میں ایسے لوگوں کو شامل کیا گیا جن کا تعلق تقسیم سے قبل پاکستان مخالف گروہ سے تھا لہذا انہوں نے امام احمد رضا اور دیگر زعماء اہل سنت کی دینی ملی اور تحریک پاکستان سے متعلق خدمات کا نہ صرف یہ کہ کوئی ذکر نصاب میں نہیں کیا بلکہ تحریک پاکستان کی حمایت کا سہرا زبردستی ان لوگوں کے سر چڑھایا گیا جن کے مخالفانہ کردار پر تاریخ کے اوراق اور اخبارات کی فائیلیں گواہ ہیں۔ لیکن ہم حکومت وقت کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ اب ہم یہ ناانصافی برداشت نہیں کریں گے۔ ہمیں امید ہے کہ حکومت پاکستان دہشت گرد جماعت کو پہچان گئی ہے کہ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے تقسیم سے قبل تحریک پاکستان کو سبوتاژ کیا اور آج ان کی دہشت گردی نے اندرون و بیرون ملک یہ نوبت پہنچادی کہ ملک کی سلامتی خطرے میں پڑ گئی یہ تاریخی حقائق اور تحریکِ پاکستان کے کردار کو بھی اپنے زور، زبردستی اور دھونس سے مسخ کرنا چاہتے ہیں، اس لئے حکومت کو چاہیے کہ اسکول، کالج اور یونیورسٹی کی نصاب کمیٹیوں میں بھی ہماری بھرپور نمائندگی کو لازمی بنائے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ جدید نظام تعلیم کی تشکیل سے حکومت پاکستان کے بھی وہی مقاصد ہیں جو ہم نے مذکورہ سطور میں بیان کئے ہیں۔ کہ ہمارے نونہال اوّل ایک اچھے مسلمان پھر ایک مفید باخبر شہری بنیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان نیک مقاصد کے حصول میں ہمیں من حیث القوم کامیابی عطا فرمائے اور ہمارے ملک پاکستان کو اسلام کی سربلندی کے لئے تا صبح قیامت قائم ودائم رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

نہ ستیزہ گاہِ جہاں نئی، نہ حریف پنجہ فگن نئی
وہی فطرت اسد اللہی، وہی مرحبی وہی عنتری
تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیال فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدار قوت حیدری

(علامہ اقبال)

حضرت مولانا احمد رضاخاں بریلوی علیہ الرحمۃ کی شخصیت مصر کے دینی اور علمی حلقوں کی معروف شخصیت بن گئی ہے، کیونکہ ان کے بارے میں سرزمین قاہرہ پر کئی علمی تخلیقات منظر عام پر آچکی ہیں۔(جس کا تمام تر کریڈٹ "ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل" پاکستان کو جاتا ہے) یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ مولانا احمد رضا بریلوی کے بارے میں منظر عام پر آنے والی علمی تخلیقات اگرچہ چند سال پہلے شروع ہوئی ہیں، لیکن یہ سب تصنیفات ہمہ جہت ہیں۔ہم نے ان کاوشوں کو یونیورسٹیوں کے تحقیقی مقالات، مضامینِ تحسین، عربی قصائد، یونیورسٹی کے نصاب اور مراسلات کی شکل میں دیکھا ہے، میں اردو دان قارئین کے سامنے ایک فہرست پیش کرتا ہوں تاکہ ان کے سامنے واضح ہو کہ مصر میں اہل علم نے رضویات کا کتنا اہتمام کیا ہے۔

اول: یونیورسٹیوں کے تحقیقی مقالات:

(۱) امام احمد رضاخاں اور فقہ حنفی میں ان کا اثر از مشتاق احمد شاہ پاکستانی۔

(۲) مولانا احمد رضاخاں بریلوی ھندی بحیثیت عربی شاعر، از ممتاز احمد سدیدی پاکستانی۔

دوم: علمی کتاب:

(۱) بساتین الغفران ترتیب وتدوین پروفیسر دکتور حازم محمد محفوظ۔

(۲) الدراسات الرضویہ فی مصر العربیہ (مصر میں رضویات) پروفیسر دکتور حازم محمد محفوظ۔
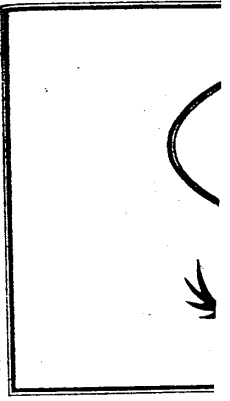
(۳) امام احمد رضاخاں والعالم العربی (امام احمد رضا اور عالم عرب) پروفیسر دکتور حازم محمد محفوظ۔

(۴) بساتین الغفران کے مقدمے کا ترجمہ: تحریر پروفیسر، دکتور حازم ترجمہ: حمزہ شرف قادری

(۵) الامام احمد رضاخاں فی الصحافۃ المصریہ (امام احمد رضا خاں مصری صحافت میں) دکتور حازم محفوظ ونبیلہ اسحاق چودھری۔

(۶) اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام النبی تہامۃ (نبی ﷺ کیلئے قیام پر طعن کرنے والے پر قیامت، از احمد رضا خاں عربی ترجمہ ممتاز احمد سدیدی۔

(۷) المنظومۃ السلامیۃ فی مدح خیر البریۃ (سلام رضا کا عربی ترجمہ مع تعارف امام احمد رضا بریلوی) اردو سے عربی ترجمہ حازم محمد محفوظ، شرح وعربی نظم ڈاکٹر حسین مجیب المصری۔

سوم: زیر تکمیل

(۱) الامام احمد رضا بین نقاء الأدب فی مصر الازھر (امام

احمد رضا مصر
تدوین: ڈاکٹ
(۲) الامام احمد ر
رضاخاں عا
ترتیب وتدو
(۳) اقبال واحمد
(۴) امام احمد رض

چہارم: علمی

(۱) مدرسہ بریلی
پروفیسر حاز
(۲) احمد رضا خ
خاں ہندی
ابوالعباس۔
(۳) مولانا احمد ر
اور عربی زبا
(۴) وجیہ الحاج ا
ضرورت و
(۵) شیخ العلماء
خفاجی)
(۶) القاب مول
عرب کے
محمد محفوظ۔
(۷) اردو نعت
پروفیسر ڈا
(۸) الصوفی الک

احمد رضا مصری ادباء اور ناقدین کی نظر میں) ترتیب و تدوین: ڈاکٹر رزق مرسی ابوالعباس و دکتور حازم محمد محفوظ

(۲) الامام احمد رضا خاں فی مؤتمر عالمی ۱۹۹۸م (امام احمد رضا خاں عالمی کانفرنس میں ۱۹۹۸م)
ترتیب و تدوین حازم محمد محفوظ

(۳) اقبال واحمد رضا (اقبال اور احمد رضا) حازم محمد محفوظ

(۴) امام احمد رضا اور عربی زبان: نبیلہ اسحاق چودھری

چہارم : علمی مقالات

(۱) مدرسہ بریلی الاسلامیہ الفکریہ (بریلی کا اسلامی مکتب فکر) پروفیسر حازم محمد محفوظ

(۲) احمد رضا خاں مصباح ہندی بلسان عربی (احمد رضا خاں ہندی چراغ بزبان عربی) ڈاکٹر رزق مرسی ابوالعباس۔

(۳) مولانا احمد رضا خان واللغۃ العربیۃ (مولا احمد رضا خاں اور عربی زبان) ڈاکٹر حسین مجیب

(۴) وجہ الحاج الی دراسۃ مولانا احمد رضا خاں (رضویات کی ضرورت و اہمیت) پروفیسر ڈاکٹر حسین مجیب المصری

(۵) شیخ العلماء الامام محمد احمد رضا خاں (پروفیسر محمد عبدالمنعم خفاجی)

(۶) القاب مولانا الامام احمد رضا خاں عند علماء العرب (علماء عرب کے ہاں امام احمد رضا کے القاب) دکتور حازم محمد محفوظ۔

(۷) اردو نعت گوئی کے امام-امام احمد رضا خاں بریلوی: پروفیسر ڈاکٹر نجیب الدین جمال

(۸) الصوفی الکبیر الامام احمد رضا خاں قادری (عظیم صوفی امام احمد رضا خاں)، ممتاز احمد سدیدی

(۹) الامام الفقیہ احمد رضا خاں البریلوی (فقہ کے امام احمد رضا خاں حنفی بریلوی)
علامہ محمود جبیرۃ اللہ، محقق تراث الاسلامی

(۱۰) موقف اقبال واحمد رضا خاں من اقامۃ دولۃ پاکستان (مملکت پاکستان کے قیام کے بارے میں علامہ اقبال اور مولانا احمد رضا خاں کا موقف)، ثناء اللہ

(۱۱) مصر فی ادب احمد رضا خاں (مصر تخلیقات احمد رضا میں) پروفیسر دکتور حازم محمد محفوظ

پنجم : قصائد

(۱) احمد رضا عرب وعجم کے قطب (محمد احمد محفوظ)

(۲) مولانا احمد رضا خاں کی خدمت میں (پروفیسر ڈاکٹر حسین مجیب المصری)

(۳) مولانا احمد رضا خاں کی یاد میں، پروفیسر ڈاکٹر حسین مجیب المصری۔

ششم : جامعۃ الازہر کے سلیبس میں

(۱) مولانا احمد رضا خاں اور ان کا مشہور عالم نعتیہ سلام

ہفتم : اخباری مضامین

(۱) احمد رضا خاں البریلی الہندی شیخ المشائخ التصوف الاسلامی واعظم شعراء المدیح النبوی (نعت رسول کے عظیم شاعر اور مشائخ طریقت کے سرتاج احمد رضا خاں) پروفیسر دکتور حازم محمد محفوظ

(۲) مولانا احمد رضا خاں کما عرفتہ (مولانا احمد رضا خاں میری نظر میں)، ڈاکٹر حسین مجیب

(۳) حقیقۃ الامام احمد رضا (امام احمد رضا خاں اور ان کا حقیقی

مقام) پروفیسر دکتور حازم محمد محفوظ

(۴) الامام احمد رضا خاں علم اسلامی کبیر (امام احمد رضا خاں عظیم اسلامی رہنما)

جناب محمد احمد محفوظ

(۵) امام العرب والعجم مولانا احمد رضا خاں البریلوی (عرب وعجم کے امام مولانا احمد رضا خاں)

پروفیسر نبیلہ اسحاق چودھری

هشتم مراسلات

(۱) امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۹ء کیلئے ایک پیغام (پروفیسر ڈاکٹر حسین مجیب المصری

(۲) امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۹ء کیلئے ایک پیغام (پروفیسر حازم محمد محفوظ)

(۳) حضرت پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے نام عربی اور اردو خطوط) تحریر حازم محمد محفوظ

(۴) حضرت سید وجاهت رسول قادری کے نام عربی اور اردو خطوط، تحریر حازم محمد محفوظ

(۵) حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری کے نام عربی خطوط) تحریر پروفیسر حازم محمد محفوظ

(۶) پاک وہند کے منتخب علماء کے نام عربی خطوط) تحریر ممتاز احمد سدیدی۔

نهم: مباحثے اور ملاقاتیں

(۱) سلام رضا کے منظوم عربی ترجمے کا آڈیو کیسٹ پروفیسر ڈاکٹر حسین مجیب المصری کی آواز میں

(۲) پروفیسر ڈاکٹر حسین مجیب المصری کے ساتھ ایک گفتگو بتاریخ ۲۳ رمارچ ۱۹۹۸ء، ممتاز احمد سدیدی

(۳) پروفیسر ڈاکٹر رزق مرسی ابو العباس کے ساتھ مختلف نشستیں (ممتاز احمد سدیدی)

قاهره میں مولانا احمد رضا خاں کے بارے میں روز روز نئی نئی تحقیقات سامنے آرہی ہیں ہماری یہ آرزو ہے کہ رضویات کا دائرہ دیگر عرب ممالک تک وسیع ہو رضویات میں ہماری شرکت کا مقصد نہ صرف مصر اور پاک وہند بلکہ دنیا بھر کے معتدل فکر رکھنے والے مسلمانوں کے تعلقات کو مضبوط کرنا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں کے ۸۰رویں یوم وصال پر ہم انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ (وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین)

خطبۂ صدارت
امام احمد رضا کانفرنس کا

نوٹ: پیش نظر خطبۂ صدارت ''امام احمد رضا کانفرنس کوئٹہ ۱۹۹۵ء'' کے لئے تحریر کیا گیا تھا جسے افادۂ عام کے لئے ''معارف رضا'' میں شائع کیا جارہا ہے۔ (مدیر)

از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

محدث امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ عالم اسلام کے عظیم مفسر و محدث و فقیہ، مدبّر و مفکر اور ادیب و شاعر تھے، آپ کے اجداد شاہان مغلیہ کے منصب دار تھے بقندھار (افغانستان) سے ہندوستان آئے اور بریلی (بھارت) میں مستقل سکونت اختیار کی ---محدث بریلوی انقلاب ۱۸۵۷ء سے ایک سال قبل ۱۸۵۶ء میں بریلی میں پیدا ہوئے اور بریلی ہی میں ۱۹۲۱ء (۲۵ر صفر المظفر ۱۳۴۰ھ) میں وصال فرمایا جب کہ تحریک ترک موالات نے مسلمانان ہند کو مضطرب کیا ہوا تھا--- ۱۸۵۷ء سے ۱۹۲۱ء کا زمانہ سیاسی و مذہبی تحریکات کا زمانہ تھا، محدث بریلوی نے اس متحرک عہد میں اپنی زندگی کے شب و روز گزارے اور ملت کی قیادت و رہبری کا پورا پورا حق ادا کیا۔

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی نے ۵۵ر سے زائد سال علوم و فنون میں مہارت حاصل کی۔ دور جدید میں جب کہ علوم فنون کی تقسیم در تقسیم کا عمل جاری ہے یہ تعداد بڑھ کر ۱۰۵ر تک پہنچ گئی ہے---محدث بریلوی اپنے عہد کے عظیم عبقری تھے، آپ نے ہر علم و فن میں اپنی علمی یادگاریں چھوڑی ہیں جن کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے۔ میرے ذاتی کتب خانے میں محدث بریلوی کے ایک سو قلمی رسائل و کتب اور شروح و حواشی کے عکس موجود ہیں جو ۳۵ر علوم و فنون پر مشتمل ہیں۔ ان میں اکثر عربی میں ہیں---

محدث بریلوی علم حدیث اور علم فقہ میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ جامعہ ملیہ یونیورسٹی، نئی دہلی کے پروفیسر خالد الحامدی علم حدیث کے حوالے سے محدث بریلوی پر تحقیق کر رہے ہیں، اب تک علم حدیث میں محدث بریلوی کے ۴۰ر کتب رسائل دریافت کر چکے ہیں---علم فقہ کے حوالے سے حسن رضا خاں اعظمی پٹنہ یونیورسٹی (بھارت) سے ڈاکٹریٹ کر چکے ہیں، ان کا مقالہ پاک و ہند سے شائع ہو گیا ہے۔ محدث بریلوی کا ۱۲ر جلدوں پر مشتمل فتاویٰ رضویہ اور ردالمختار کے عربی حاشیے ''جد الممتار کی'' ضخیم جلدیں ممبئی اور حیدر آباد دکن سے شائع ہو چکے ہیں یہ مجلدات کراچی سے بھی شائع ہوئی ہیں ---علم فقہ میں محدث بریلوی کی مہارت کا ڈاکٹر محمد اقبال اور ابوالحسن علی ندوی نے بھی اعتراف کیا ہے---اور لیڈن یونیورسٹی، ہالینڈ، کے پروفیسر ڈاکٹر بلیان نے بھی اعتراف کیا ہے۔

محدث بریلوی ریاضی اور ہیئت و فلسفہ پر بھی گہری نظر رکھتے تھے---آپ نے اپنے عہد کے ہیأۃ دانوں اور فلاسفہ کا بلیغ رد فرمایا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کی کتاب ''فوز مبین در رد حرکت زمین'' (۱۹۲۰ء) اور ''الکلمۃ الملہمہ لوھاء فلسفۃ المشئمہ'' (۱۹۲۰ء) قابل ذکر ہیں جو ہندوستان سے شائع ہو چکی ہیں---اس میں نیوٹن، آئینسٹائن وغیرہ کا رد کیا گیا ہے اور قران و حدیث کی روشنی میں اپنے سائنسی نظریات و خیالات پیش کئے ہیں۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کے پروفیسر ابرار حسین صاحب (مرحوم) نے محدث بریلوی کے سائنسی نظریات پر کام کیا ہے جو ''معارف رضا،

کراچی' میں شائع ہو چکا ہے۔

محدث بریلوی عظیم مدبر تھے، سیاسیات حاضرہ پر ان کی عمیق نظر تھی۔ ان کا محققانہ مقالہ "المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ" (۱۹۲۱ء) برصغیر کی سیاست کے حوالے سے نہایت اہم ہے ۱۹۷۰ء میں جب میں نے کوئٹہ میں امام احمد رضا خاں محدث بریلوی کا مطالعہ شروع کیا تو سب سے پہلے یہی رسالہ نظر سے گزرا۔ اس رسالے کی روشنی میں محدث بریلوی پر پہلا مقالہ "فاضل بریلوی اور ترک موالات" ۱۹۷۰ء میں قلم بند کیا جو مرکزی مجلس رضا، لاہور نے ۱۹۷۱ء میں شائع کیا پھر اس کے تقریباً دس ایڈیشن شائع ہوئے اور عالمی سطح پر پہلی بار محدث بریلوی کا تعارف ہوا اس کے بعد ۱۹۹۴ء تک ۲۵ سال محدث بریلوی پر مسلسل لکھتا رہا --- محدث بریلوی نے اس وقت دو قومی نظریہ کا احیاء کیا جب قائد اعظم محمد علی جناح اور ڈاکٹر محمد اقبال ایک قومی نظریہ کے حامی ہی نہیں، مبلغ تھے۔ محدث بریلوی کے نظریات نے دونوں کو متاثر کیا اور بالآخر تحریک پاکستان چلی اور اسلامی جمہوریہ پاکستان وجود میں آیا --- جن قائدین کے نظریات پر چل کر ہم نے آزادی حاصل کی انھیں قائدین کے افکار و نظریات پر چل کر ہم آزادی کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

محدث بریلوی ادب و شاعری میں بھی نہایت ممتاز تھے۔ آپ نے عربی، فارسی اردو اور ھندی چاروں زبانوں میں لکھا ہے اور اس طرح لکھا ہے جیسے ہر زبان آپ کی اپنی زبان ہے۔ آپ کا کلام قابل مطالعہ ہے --- اردو نعتیہ کلام "حدائق بخشش" کا ایک انتخاب میں نے مرتب کیا تھا جو ۱۹۹۰ء میں نہایت اہتمام سے کراچی سے شائع ہو گیا ہے۔ فارسی کلام کا ایک مختصر انتخاب "ارمغان رضا" کے عنوان سے مرتب کیا تھا، یہ بھی ۱۹۹۴ء میں کراچی سے شائع ہو گیا ہے۔ عربی قصائد کا ایک مختصر مجموعہ ھندوستان سے شائع ہوا ہے --- آپ کے عربی شاعری پر شاہد علی نورانی پنجاب یونیورسٹی، لاہور میں تحقیق کر رہے ہیں اور اردو شاعری پر پروفیسر شاہد اختر جیبی کلکتہ یونیورسٹی میں تحقیق کر رہے ہیں ---

جیسا کہ عرض کیا گیا، محدث بریلوی پر ۱۹۷۰ء سے باقاعدہ تحقیق کا آغاز ہوا پھر تحقیق و جستجو کا یہ سلسلہ بڑھتا گیا، مختلف جامعات میں مقالات پیش کئے گئے اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں لی گئیں۔ مثلاً عبدالنعیم عزیزی نے اردو نثر نگاری کے حوالے سے روہیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی سے ڈاکٹریٹ کیا، اوشا سانیال نے اہلسنت و جماعت کے حوالے سے محدث بریلوی پر کولمبیا یونیورسٹی، امریکہ سے ڈاکٹریٹ کیا، پروفیسر مجید اللہ قادری نے ترجمہ قرآن کنزالایمان کے حوالے سے کراچی یونیورسٹی، کراچی سے ڈاکٹریٹ کیا پروفیسر حافظ محمد عبدالباری صدیقی نے سندھ یونیورسٹی، جام شورو سے محدث بریلوی کے حالات و افکار پر سندھی زبان میں مقالہ پیش کر کے ڈاکٹریٹ کیا۔ جن فضلاء نے پاک و ہند کی یونیورسٹیاں میں محدث بریلوی کے حوالے سے ایم۔اے اور ایم۔فل کے لئے مقالات قلم بند کئے ان کی فہرست بہت طویل ہے۔ اس وقت پاک و ہند اور بیرون ملک کی یونیورسٹیوں میں محدث بریلوی پر پی ایچ ڈی کے لئے مقالات لکھی جا رہے ہیں۔ مثلاً برمنگھم یونیورسٹی (یو۔کے)، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی، ملتان، کراچی یونیورسٹی، کراچی، بہار یونیورسٹی، مظفر پور جامعہ ازھر (قاھرہ، مصر) جامعہ عین الشمس (قاھرہ مصر) وغیرہ وغیرہ ---

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی کی شخصیت کوئی معمولی شخصیت نہ تھی، یہ حیرت انگیز طور پر ایسی پہلودار شخصیت ہے جس کے ہر پہلو پر ڈاکٹریٹ کیا جا رہا ہے --- اس حوالے سے عالم اسلام میں آپ کی نظیر نہیں ملتی، آج تک کسی شخصیت پر اتنی کثرت سے پی ایچ ڈی کے لئے مقالات نہیں لکھے گئے --- اگر بلوچستان یونیورسٹی میں بھی کوئی فاضل محدث بریلوی پر ڈاکٹریٹ کریں تو یہ یونیورسٹی کے لئے ایک اعزاز ہوگا۔

*****

قبل ازیں آپ مسجد الحرا
ایک بڑے مدرسہ کی حیثیہ
نے پیاس بجھائی اور آپ
میں شمار ہوئے (۲۵) جن م
☆ شیخ محمد علی مالکو
☆ شیخ جمال بن
☆ مدرس حرم علا
☆ علامہ قاری س
☆ محدث الحرمی
☆ قاضی مکہ شیخ م
☆ مدرحرم شیخ علی
☆ شیخ محمد حبیب
☆ شیخ محمد خضر جکنی
حضرت شیخ:
تدریس، مسند افتاء کی ذم
بسر کرنے کے باوجود مختلف
حرم مکی لائبریری میں آپ
ہیں جن کے نام یہ ہیں۔
☆ اعذب المقال

*(ناظم بہاء الدین ذکریا لائبر

فاضل بریلوی
اور مفتی مالکیہ شیخ حسین مکی الازہری
کا خاندان

مؤلف : محمد بہاء الدین شاہ *

تیسری قسط

قبل ازیں آپ مسجد الحرام میں مدرس رہ چکے تھے اور آپ کا گھر بھی ایک بڑے مدرسہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ آپ سے بکثرت تشنگانِ علم نے پیاس بجھائی اور آپ کے متعدد شاگرد اپنے دور کے مشہور علماء میں شمار ہوئے (۴۵) جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

☆ شیخ محمد علی مالکی، آپ کے چھوٹے بھائی۔

☆ شیخ جمال بن محمد امیر مالکی، آپ کے بھتیجے۔

☆ مدرس حرم علامہ سید عباس مالکی حسنی مکی (۴۶)

☆ علامہ قاری سید محمد مالکی حسنی مکی (۴۷)

☆ محدث الحرمین شیخ عمر حمدان محرسی (۴۸)

☆ قاضی مکہ شیخ محمد نور فطانی (۴۹)

☆ مدرحرم شیخ علی بنجر (۵۰)

☆ شیخ محمد حبیب اللہ جکنی شنقیطی مہاجر مدنی (۵۱)

☆ شیخ محمد خضر جکنی شنقیطی مہاجر مدنی (۵۲)

حضرت شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے درس و تدریس، مسند افتاء کی ذمہ داریاں اور پھر طویل عرصہ جلا وطنی میں بسر کرنے کے باجود مختلف موضوعات پر متعدد کتب تصنیف کیں۔ حرم مکی لائبریری میں آپ کی تین تصنیفات کے مخطوطات موجود ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

☆ اعذب المقال فی دلیل الارسال، زیر نمبر ”۴۹/فقہ مالکی“ (۵۳)

☆ رفع البدع و الفساد عن حدیقۃ الذکرو الاوراد، زیر نمبر ”۱۲۴/تصوف“ (۵۴)

☆ نہایۃ العدل فی ادلۃ السدل، زیر نمبر ”۴۷/فقہ مالکی“، بخط مصنف (۵۵)

آپ کے مزید تصنیفات کے نام یہ ہیں:

☆ رسالۃ فی التوسل

☆ ہدایۃ الناسک علی توضیح المناسک، اپنے والد گرامی کی کتاب پر شرح لکھی۔ (۵۶)

حضرت علامہ شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ احباب پورے عالم اسلام تک پھیلا ہوا تھا۔ مختلف ممالک کے اکابر علماء و مشائخ کے ساتھ آپ کے قریبی روابط تھے۔ عرب دنیا کے جلیل القدر عالم دین، مشہور پیر طریقت و ولیِ کامل حضرت علامہ امام سید احمد بن حسن عطاس حضرمی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۵۷ھ/ ۱۳۳۴ھ) آپ کے اہم احباب میں سے تھے۔ امام سید احمد عطاس اپنے وطن حریضہ علاقہ حضرموت جنوبی یمن سے حصول علم کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے اور وہاں پانچ سال سے زائد مقیم رہ کر علامہ سید احمد دحلان شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر علماء مکہ کے علاوہ حرمین شریفین حاضر ہونے والے اہم علماء سے بھرپور استفادہ کیا

*(ناظم بہاء الدین ذکریا لائبریری، چکوال)

اور درجہ کمال پر پہنچے۔ آپ علامہ سید دحلان کے محبوب شاگرد تھے۔ علامہ دحلان نے آپ کا عقد اپنی بھتیجی سے کیا اور آپ کو مکہ مکرمہ میں اپنا خلیفہ وقائم مقام قرار دیا۔ امام سید احمد عطاس کے شاگردوں میں علامہ یوسف اسمٰعیل نبھانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۰ھ) جیسے علماء وصوفیاء شامل ہیں۔ علامہ سید احمد عطاس ۱۳۲۵ھ میں مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو مفتی شافعیہ شیخ محمد سعید بابصیل رحمۃ اللہ علیہ (۵۷) کے ہاں قیام فرمایا جہاں شیخ محمد عابد مالکی اور دیگر علماء مکہ کے علاوہ حج وزیارت کے لئے عالم اسلام سے آئے ہوئے اکابر علماء کرام دن رات آپ کے ہاں آتے اور علمی مجالس منعقد ہوتیں (۵۸)۔

پنجاب کے مایہ ناز عالم مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ بھی شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے احباب میں سے تھے۔ ان دونوں عظیم وجلیل علماء اہل سنت کے درمیان ملاقات وقربت کا پس منظر یہ ہے کہ ۱۳۰۲ھ میں دہلی کے تین علماء غیر مقلد اور علماء دیوبند وگنگوہ اور سہارنپور کی طرف سے اور مطبع ھاشمی میرٹھ کی سعی سے ایک فتویٰ چار ورق پر چھپ کر اکثر اطراف میں تشہیر کیا گیا جس کا عنوان تھا ''فتویٰ مولود وعرس وغیرہ'' اور خلاصہ مضمون اس کا یہ تھا کہ محفل مولد شریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بدعت ضلالت، اور اسی طرح اموات کی فاتحہ ودرود جو ہندوستان میں رائج ہے یہ سب حرام اور رسم بد اور معصیت ہے۔ کچھ دن گزرے تھے کہ دوسرا فتویٰ چوبیس صفحہ کا اسی مطبع ھاشمی میں چھپ کر مشتہر ہوا جس کا عنوان تھا ''فتویٰ مولود شریف'' یعنی مولود معہ دیگر فتاویٰ'' جس میں زیادہ تر میلاد شریف کی مذمت کی گئی اور پہلا چار ورقہ فتویٰ بھی اس میں چھپا (۵۹)۔ چوبیس صفحات کے اس کتابچہ میں مولوی رشید احمد گنگوھی (م ۱۳۲۳ھ) کا ایک فتویٰ شامل تھا۔ جس میں انہوں نے محفل میلاد کو کنھیا کے جنم دن سے تشبیہ دیتے ہوئے فعل ہنود قرار دیا۔ یہ فتاویٰ جیسے ہی شائع ہوا ہندوستان بھر کے اہل سنت میں تشویش و افسوس کی لہر دوڑ گئی۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (۶۰) کے خلیفہ اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی علیہ الرحمۃ کے شاگرد مولانا عبدالسمیع رامپوری امیر ٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فتوے کے تعاقب میں فوراً ہی قلم اٹھایا اور ''انوار ساطع در بیان مولود و فاتحہ'' کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی جو ۱۳۰۲ھ ہی میں چھپ کر منظر عام پر آ گئی۔

حوالے وحواشی

(۴۵) سیر وتراجم ص ۱۵۲۔

(۴۶) علامہ سید عباس بن عبدالعزیز مالکی حسنی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۷۰ھ-۱۳۵۳ھ) کے دیگر اساتذہ میں شیخ محمد یوسف خیاط اہم ہیں۔ علامہ سید عباس مالکی نے علم البیان، علم الوضع اور فقہ کے موضوعات پر چند کتب تصنیف کیں۔ آپ مسجد الحرام میں مدرس تھے، باب محکمہ اور باب سطیہ کے درمیان برآمدہ میں آپ کا حلقۂ درس منعقد ہوتا جہاں خلق کثیر آپ سے فیض یاب ہوئی آپ کے شاگردوں میں آپ کے فرزند علامہ سید علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۱ھ) اہم ہیں۔ علامہ سید عباس مالکی حافظ قرآن اور مسجد الحرام میں مالکیہ کے امام وخطیب تھے۔ (نشر النور ص ۲۲۹، سیر وتراجم ص ۱۴۴-۱۴۶، ۱۵۲، اھل الحجاز بعبقھم التاریخی ص ۲۵۸-۲۶۰)

علامہ سید عباس مالکی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے فرزند علامہ سید علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۱۰ھ-۱۴۰۲ھ) کے خلفاء میں سے ہیں۔ (ماہنامہ اعلیٰ حضرت مقام اشاعت بریلی شمارہ اکتوبر نومبر ۱۹۹۰ء، مفتی اعظم ہند نمبر ص ۷۹)

(۴۷) علامہ سید محمد بن عبدالعزیزی مالکی حسنی مکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۸۷ھ-۱۳۱۲ھ) بھی اپنے بھائی علامہ سید عباس مالکی کی طرح شیخ محمد عابد مالکی کے شاگرد تھے۔ آپ کے والد علامہ سید عبدالعزیز بن عباس مالکی رحمۃ اللہ علیہ مسجد الحرام کے خطیب اور مالکیہ کے امام تھے۔ علامہ سید محمد مالکی نے مکہ مکرمہ میں وباء پھیلنے کے باعث عین عالم شباب میں وفات پائی۔ آپ عالم وفاضل، حافظ قرآن اور صالحین میں سے تھے۔ (نشر النورص ۴۸۰)

(۴۸) محدث الحرمین شیخ عمر حمدان محرسی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۱ھ-۱۳۶۸ھ) نے شیخ محمد عابد مالکی کے علاوہ علامہ یوسف اسمٰعیل نبھانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سید عبدالحیٔ کتانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الخطباء شیخ احمد ابوالخیر مرداد مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۵ھ) اور شیخ محمد امین سوید دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۵ھ) سمیت سینکڑوں علماء سے استفادہ کیا۔ آپ محدث الحرمین شریفین کے لقب سے مشہور ہیں، مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ الدلیل المشیر کے مصنف آپ کے اہم تلامذہ میں سے ہیں۔ شیخ عمر حمدان رحمۃ اللہ علیہ فاضل بریلوی نیز مفتی اعظم ہند کے خلفاء میں سے ہیں۔ آپ کے حالات اور اسانید ومرویات پر آپ کے شاگرد شیخ محمد یاسین فادانی مکی (م ۱۴۱۱ھ) نے تین ضخیم جلدوں میں کتاب ''مطمح الوجدان فی اسانید الشیخ عمر حمدان'' تالیف کی پھر خود ہی اس کا خلاصہ ''اتحاف الاخوان باختصار مطمع الوجدان فی اسانید الشیخ عمر حمدان'' کے نام سے دو جلدوں میں تیار کیا جس کی پہلی جلد کا پہلا ایڈیشن ۱۳۷۱ھ میں قاہرہ سے اور دوسرا ۱۴۰۶ھ میں دمشق سے شائع ہوا۔ شیخ عمر حمدان کے حالات الدلیل المشیر ص ۳۱۰-۳۲۷، اعلام من ارض النبوۃ ج ۱ ص ۱۶۹-۱۸۲، سیر وتراجم ص ۲۰۴-۲۰۷، نیز قاہرہ کے مشہور عالم شیخ محمود سعید ممدوح مقیم دبئی کی کتب ''تشنیف الاسماع'' مطبوعہ قاہرہ ۱۹۸۴ء ص ۴۲۶-۴۳۲ کے علاوہ علماء مدینہ منورہ کے حالات پر محمد سعید دفتر دار مدنی (پ ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء) کے مرتب کردہ تذکرے میں بھی درج ہیں۔

(۴۹) شیخ محمد نور فطانی (م ۱۳۶۳ھ) نے مکہ مکرمہ میں شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ الازہر یونیورسٹی قاہرہ میں شیخ محمد عبدہ مصری وغیرہ علماء سے تعلیم پائی اور وہاں شیخ محمد عبدہ کے مکتب سے گہری وابستگی اختیار کرلی۔ شیخ محمد نور فطانی مکہ مکرمہ کی اعلیٰ عدالت کے جج رہے جبکہ علامہ سید محمد مرزوقی ابو حسین رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۸۴ھ-۱۳۶۵ھ) انہی ایام میں اس عدالت کے چیف جسٹس تھے۔ (سیر تراجم ص ۲۶۹-۲۷۲، اھل الحجاز بعبقھم التاریخی ص ۲۹۳-۲۹۴) علامہ سید محمد مرزوقی رحمۃ اللہ علیہ فاضل بریلوی کے اہم خلفاء میں سے ہیں۔

(۵۰) شیخ علی بنجر ۱۲۸۵ھ کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، قرآن مجید حفظ کیا اور ابوبکر شطا المعروف بہ سید بکری شطا، شیخ عابد مالکی، شیخ سعید یمانی (م ۱۳۵۲ھ)، شیخ محمد یوسف خیاط اور شیخ صالح سروجی (م ۱۳۲۹ھ) سے تعلیم پائی۔ پھر مسجد الحرام میں مدرس مقرر ہوئے اور ۱۲ ذوالحجہ ۱۳۷۰ھ کو وفات پائی۔ (سیر وتراجم حاشیہ ص ۱۳۱)

(۵۱) شیخ محمد حبیب اللہ جکنی شنقیطی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۵ھ-۱۳۶۳ھ) موریطانیہ کے علاقہ شنقیط میں آباد قبیلہ جکنی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مقامی علماء سے حاصل کی پھر ترک وطن کرکے مراکش پہنچے اور وہاں کے علماء سے استفادہ کیا بعد ازاں وہیں پر تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۳۳۱ھ میں مراکش کے بادشاہ نے مسجد اقصیٰ، مسجد خلیل اور حج وزیارت کے لئے سفر اختیار کیا تو آپ بھی ہمراہ تھے اور آپ نے حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں قیام کرلیا اور حرمین شریفین، دمشق، قاہرہ، مراکش وغیرہ کے لاتعداد علماء ومشائخ سے ملاقاتیں کیں نیز ان سے استفادہ کیا۔ آپ کے اساتذہ میں شیخ محمد عابد مالکی، علامہ سید احمد سنوسی مدنی (م ۱۳۵۱ھ)، علامہ سید محمد عبدالحیٔ کتانی اور علامہ یوسف اسمٰعیل نبھانی وغیرہ اپنے دور کے اکابرین شامل ہیں۔ شیخ محمد حبیب اللہ شنقیطی نے بکثرت حج اور عمرہ ادا کیا اور مسجد نبی میں بارہا معتکف رہے۔ آخر عمر میں آپ مکہ مکرمہ مقیم رہے پھر قاہرہ تشریف لے گئے اور وہیں وفات پاکر حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب آسودۂ خاک ہوئے۔

آپ کی تصنیفات کی تعداد ۳۸ سے زائد ہے جو نظم و نثر میں ہیں، چند کے نام یہ ہیں: دلیل السالک الی موطا مالک (منظوم)، تبیین المدارك لنظم دليل السالک، اضانة الحالک من الفاظ دليل السالک، زبدة المسالک للاجازة فی روایات موطامالک فتح القدير المالک فی شرح الفاظ موطا مالک، شرح علی کافیه ابن مالک، البهحة المرضيه حاشيه على شرح الالفيه للسيوطی، الجواب المقنع المحرّر فی اخبار عیسیٰ والمهدی المنتظر، زادا المسلم فيما اتفق عليه البخاری والمسلم، فتح المنعم ببيان مااحتج لبيانه من زادالمسلم (پانچ جلدوں میں طبع ہوئی)۔ شیخ محمد حبیب اللہ شنقیطی کے شاگردوں میں الدلیل المشیر کے مصنف علامہ سید ابوبکر علوی شافعی، محدث حرمین شریفین شیخ عمر حمدان اور امام محمد زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۷۱ھ) وغیرہ اکابر علماء وصوفیاء شامل ہیں۔ علامہ سید محمد عبدالحیٔ کتانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب ''فہرس الفہارس والاثبات'' شیخ محمد حبیب اللہ شنقیطی کی تحریک پر تصنیف کی۔ (الدلیل المشیر ص ۷۲-۸۳، التحریر الوجيز فيمان يبتغيه المستجيز، شیخ محمد زاہد الکوثری، مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب شام طبع اول ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۳ء ص ۷، ۹)

(۵۲) حافظ الوقت شیخ محمد خضر جکنی شنقیطی مہاجر مدنی اپنے بڑے بھائی علامہ شیخ محمد حبیب اللہ شنقیطی کے ساتھ آبائی وطن ترک کر کے پہلے مراکش اور بعدازاں مدینہ منورہ میں مقیم ہوئے۔ آپ ۱۳۴۳ھ میں زندہ تھے۔ آپ کے شاگردوں میں امام محمد زاہد الکوثری وغیرہ علماء شامل ہیں۔ (الدلیل المشیر ص ۷۳، ۴۱۲، نیز التحریر الوجیز ص ۹۶۷)۔ شیخ محمد خضر شنقیطی کے مفصل حالات محمد سعید دفتر دار مدنی نے لکھے۔ (فصول من تاریخ المدینۃ المنورۃ، علی حافظ مدنی اردو ترجمہ بنام ''ابواب تاریخ المدینۃ المنورۃ'' مترجم آل حسن صدیقی، طبع اول مطبوعہ جدہ ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء میں ص ۴۵-۴۶)

(۵۳) فہرس مخطوطات مکتبہ مکۃ المکرمۃ، ص ۱۲۳۔

(۵۴) ایضاً ص ۲۸۱-۲۸۲۔

(۵۵) ایضاً ص ۲۵۳۔

(۵۶) سیر وتراجم ص ۱۵۳۔

(۵۷) مفتی شافعیہ شیخ محمد سعید بابصیل رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۰ھ) اکابر علماء مکہ میں سے تھے۔ ۱۳۲۵ھ میں گورنر مکہ نے خلافت عثمانیہ اور امام یمن کے درمیان مفاہمت کے لئے علماء مکہ مکرمہ کا پنج رکنی وفد یمن کے دارالحکومت صنعاء روانہ کیا تو شیخ محمد سعید بابصیل اور ان کے فرزند عالم جلیل شیخ علی بابصیل اس میں شامل تھے (سیر وتراجم ص ۲۴۴)۔ الدولۃ المکیہ اور حسام الحرمین پر شیخ محمد سعید بابصیل کی تقاریظ موجود ہیں۔

(۵۸) سیر وتراجم ص ۶۷-۶۹، الدلیل المشیر ص ۴۱۶-۴۲۰۔

(۵۹) انوار ساطعہ دربیان مولود و فاتحہ، مولانا عبدالسمیع رامپوری، مطبع مجتبائی دہلی، ۱۳۴۶ھ، ملخصاً۔

(۶۰) حاجی امداد اللہ مجاہد مکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۳۰ھ-۱۳۱۷ھ) سے عرب و عجم کے اکابر علماء و مشائخ کی کثیر تعداد نے فیض پایا۔ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ نقشبندیہ میں آپ سے بیعت کی۔ استنبول میں مدفون ترکی کے مشہور عالم مولوی محمد اسعد دده (م ۱۳۲۹ھ) حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے اہم شاگردوں میں سے ہیں۔ (نشر النور ص ۱۳۴، الدلیل المشیر ص ۴۰، التحریر الوجیز ص ۶۳) آپ کی تصنیف ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' اسم بامسمّٰی اور اہل سنت کو انتشار سے بچانے کی ایک بھرپور کوشش ہے۔

حاجی امداد اللہ چشتی صابری رحمۃ اللہ نے مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور جنت المعلیٰ میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں تدفین عمل میں آئی۔ (علماء العرب فی شبہ القارۃ الھندیہ ص ۷۲۸-۷۲۹)۔

□ □ □

امام احمد رضا خاں کا طریقۂ تدریس

تحقیق و ترتیب: محمد سلیم اللہ جندران★

امام احمد رضا خاں کا طریقۂ تدریس:

(Imam Ahmad Raza Khan's Teaching Methodology)

کسی کھانے کا خام میٹریل کتنا ہی اعلیٰ کوالٹی اور نفیس کیوں نہ ہوا گر اسے درست انداز سے تیار نہ کیا جائے اور موزوں انداز سے خورد ونوش کرنے والوں کو نہ پیش کیا جائے تو اس کا حقیقی مزہ اور لطف کرکرہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات تو ناقص طریقہ سے تیار کی گئی خوراک غذایت بخشنے کی بجائے الٹا مضر صحت اثرات پیدا کر دیتی ہے۔ بالکل اسی طرح کہا جا سکتا ہے کہ تدریسی مواد کتنا ہی اعلیٰ، معیاری، دلکش کیوں نہ ہوا گر اسے پیش کرنے والے استاد کا طریق تدریس موزوں، درست اور جدید حالات کے تقاضوں کے مطابق نہ ہو تو وہی مواد حقیقی مقاصد کے حصول کی بجائے طلباء کے لیئے بوریت اور تحصیل علم سے بیزاری کا سبب بنتا ہے۔

ہر استاد کا اپنا طریق تدریس ہوتا ہے۔ استاد پیش کیئے گئے سبق کے عمومی اور خصوصی مقاصد کس قدر حاصل کر پاتا ہے؟ طلبا کیلیے وہ سبق کس قدر دلچسپ، دلنشین، قابل فہم، دوررس، اصلاحی، کردار ساز ثابت ہوتا ہے؟ ان تمام امور میں استاد کے طریق تدریس کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ اسلامی مفکر تعلیم ہیں ان کے طریق تدریس کی یہ اہم خصوصیت ہے کہ وہ مضمون کی اس انداز سے تدریس پر زور دیتے ہیں کہ خواہ لسانیات کی تدریس ہو یا تہذیب وادب کی، نیچرل سائنسز ہوں یا سوشل سائنسز، ان سب کی تدریس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اسلام کی تفہیم مقصود ہونی چاہیے مثلاً انگریزی زبان کی تدریس کے متعلق فرماتے ہیں کہ اگر استاد ردنصاریٰ کے تحت اس کی تعلیم وتدریس کرے تو یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجر وثواب کا موجب ہوگا حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ کسی قوم کی زبان سیکھنے سے آدمی اس کے شر سے محفوظ رہتا ہے:

تَعَلَّمُوْا لُغَۃَ قَوْمٍ تَاْمَنُوْا شَرَّھُمْ ؎

جیومیٹری، لاگرتھم کی تدریس کے حوالہ سے بھی تفہیم دین کو سب سے اہم ترجیح دیتے ہیں فرماتے ہیں:

''اساتذہ اس کی تدریس اس انداز سے کریں کہ طلبہ کو سمت قبلہ کا یقین کرنے کی رہنمائی ملے''۔

امام احمد رضا خاں اسباق کی ایسی تدریس پر زور دیتے ہیں کہ استاد اسباق کا طلباء کی عملی زندگی سے ڈائریکٹ تعلق دار تباط قائم کرلے۔ ایک فرد کے دائرۂ اسلام میں داخل ہو جانے کے بعد عملی طور پر سب سے اہم اور اولین تعلق ارکان اسلام کی ادائیگی سے قائم ہو جاتا ہے۔ کیمیائی تعلیم وتدریس کے حوالے سے فرماتے ہیں:

★(ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول، دھنی کلاں، منڈی بہاؤالدین، پاکستان)

"استاد کو چاہیے کہ وہ طلباء کے اندر یہ صلاحیت قابلیت پیدا کرے جس سے وہ بنیادی رکن دین نماز کی ادائیگی سے پہلے طہارت و وضو کیلئے میسر پانی کی ماہیت معلوم کرسکیں"

جیالوجی (ارضیات) کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"اس کی تدریس سے طلبہ کے اندر یہ صلاحیت پیدا ہونی چاہیے کہ وہ وقت ضرورت تیمم کیلئے میسر مٹی / پتھر کی جنس کی ماہیت معلوم کرسکیں کہ آیا اس سے تیمم جائز ہے یا نہیں"

امام احمد رضا خاں کا طریق تدریس اسلام کے مقاصد تعلیم کے تحت تشکیل پاتا ہے۔ ان کے طریقۂ تدریس میں تعلیم برائے معرفت خدا عزوجل/تفہیم دین کا اصول کارفرما ہے۔ ان کے طریقۂ تدریس میں جو اہم تدریسی تکنیکیں (Teaching Strategies) شامل ہیں وہ بھی قرآن وسنت سے ماخوذ ہیں ان میں (۱) نرمی و حکمت (۲) عملی مثالوں سے وضاحت (۳) سوال و جواب (استقرائی و استخراجی طریق) (۴) سائنسی اندازِ فکر (۵) غیر متعلقہ امور سے اجتناب (۶) ابتدائی تعلیم کیلئے مادری/علاقائی زبان (۷) اخلاقیات کی تعلیم (۸) کتاب کے علاوہ دیگر ذرائع تعلیم سے استفادہ (۹) متعلم کی استعداد کے مطابق تعلیم (۱۰) دوران تدریس استاد کیلئے لازمی ضابطۂ اخلاق، خصوصی طور نمایاں ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی دوران تدریس استاد کیلئے لازمی ضابطہ اخلاق کی مکمل پاسداری پر بہت زور دیتے ہیں۔ آپ دوران تدریس استاد کو اجتہادی و تحقیقی مسائل میں طعن و تشنیع اور فروعی اختلافات میں الجھاؤ سے مکمل گریز کا بھی درس دیتے ہیں۔

ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی "ملفوظات حصہ اول" کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

"جہاں اختلافات فرعیہ ہوں جیسے حنفیہ و شافعیہ وغیرھما، وہاں ہرگز ہرگز ایک دوسرے کو برا کہنا جائز نہیں اور فحش و دشنام جس سے دہن آلودہ ہو وہ کسی کو بھی نہ چاہیے"

فتاویٰ رضویہ، جلد نہم صفحہ ۱۰۱، میں آپ رقم طراز ہیں:

"قرآن عظیم میں بیشک سب کچھ موجود ہے مگر اسے کوئی نہ سمجھتا اگر حدیث اس کی شرح نہ فرماتی اور حدیث بھی کوئی نہ سمجھ سکتا اگر ائمہ مجتہدین اس کی شرح نہ فرماتے ان کی سمجھ میں مدارج مختلف ہیں۔ اس تفقہ فی الدین میں اختلاف مراتب باعث اختلاف ہوا اور ادھر مصلحت الٰہیہ احادیث مختلف آئیں کسی صحابی نے کوئی حدیث سنی اور کسی نے کوئی اور وہ بلاد میں متفرق ہوئے اور ہر ایک نے اپنا علم شائع فرمایا، یہ دوسرا باعث اختلاف ہوا۔ حلال کو حرام یا حرام کو حلال جو کفر کہا گیا ہے وہ ان چیزوں میں ہے جن کا حرام یا حلال ہونا ضروریات دین سے ہے یا کم از کم نصوص قطعیہ سے ثابت ہوا۔ اجتہادی مسائل میں کسی پر طعن بھی جائز نہیں"

امام احمد رضا خاں کے پیش کردہ طریقۂ تدریس سے موجودہ دور کے استاد کے طریقۂ تدریس کی ایک اہم کمزوری کی نشاندہی ہوتی ہے آج کا استاد اپنی تدریس کے ذریعے طلباء کو علم تو شاید پہلے سے زیادہ فراہم کر رہا ہو مگر دوران تدریس تربیت کا عنصر مفقود نظر آتا ہے۔ آپ استاد کو دوران تدریس اپنے ضابطۂ اخلاق پر کاربند رہنے اور طلبا کو اخلاقیات کی تعلیم کی بھی تاکید کرتے ہیں۔ ہمیں اس وقت تک صحیح قسم کی تعلیم حاصل نہیں ہوسکتی جب تک

ہماری تدریس تربیت کی صو
محمد امین زبیری
قائد اعظم نمبر (پنجاب یو
قائد اعظم اور قومی تعلیم (م
ہیں:
"ہمیں صحیح قسم کی تعلی
عزت نفس، دیانت
خدمت کے جوہر پید
ان افراد قوم کو اچھی
مختلف شعبوں میں ا
نام روشن ہو"

اهم تدر

Strategies)

۱.....نرمی اور حکمت

امام احمد رض
حکمت عملی پر سب سے ز
فوائد سمجھانے کے عمل
میں احادیث مبارکہ سے
"ایک جوان حاضر
عرض کی یارسول اللہ
سے براہ راست
نے اس کو قتل کرنا چ
اسے قریب بلایا یہ
سے مل گئے پھر فرما

ہماری تدریس تربیت کی صورت میں اجاگر نہ ہو۔

محمد امین زبیری (۲۵؍دسمبر ۱۹۷۶ء) مجلہ ثانوی تعلیم قائد اعظم نمبر (پنجاب بیورو آف ایجوکیشن) میں اپنے مضمون قائداعظم اور قومی تعلیم (ص: ۱۳۷-۱۴۴) میں یہی نتیجہ اخذ کرتے ہیں:

"ہمیں صحیح قسم کی تعلیم کے ذریعے اپنے افراد قوم میں عزت نفس، دیانت، وفا کیشی اور قوم کے بے لاگ خدمت کے جوہر پیدا کرنے ہیں ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ ان افراد قوم کو اچھی تربیت ملے اور وہ قومی زندگی کے مختلف شعبوں میں اس خوبی سے کام کریں کہ پاکستان کا نام روشن ہو"

اہم تدریسی تکنیکیں

(Prominent Teaching Strategies)

۱.....نرمی اور حکمت: (Purudence and Exhortation)

امام احمد رضا خاں (۱۳۳۶ھ) تدریس میں نرمی اور حکمت عملی پر سب سے زیادہ زور دیتے ہیں۔ "نرمی اور حکمت" کے فوائد سمجھانے کے عمل کے دوران کس حد تک کارگر ہیں اس ضمن میں احادیث مبارکہ سے دو مثالیں پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ایک جوان حاضر خدمت اقدس ہوا اور آکر بے دھڑک عرض کی یا رسول اللہ! میرے لئے زنا حلال فرما دیجئے نبی سے براہ راست یہ درخواست؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو قتل کرنا چاہا حضور اقدس ﷺ نے منع فرمایا اور اسے قریب بلایا یہاں تک کہ اس کے زانو، زانوئے اقدس سے مل گئے پھر فرمایا کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری ماں سے زنا کرے عرض کی نہ۔ فرمایا تیری بہن سے عرض کی نہ، فرمایا تیری بیٹی سے، عرض کی نہ، فرمایا تیری پھوپھی سے، عرض کی نہ، فرمایا تیری خالہ سے، عرض کی نہ، فرمایا تو جس سے زنا کرے گا وہ بھی تو کسی کی ماں، بہن بیٹی پھوپھی خالہ ہوگی جب اپنے لئے پسند نہیں کرتا اوروں کیلئے کیوں پسند کرتا ہے؟ پھر دست اقدس اس کے سینہ پر ملا اور دعا کی الٰہی (عزوجل) اس کے دل سے زنا کی محبت نکال دے وہ صاحب فرماتے ہیں اس وقت سے زنا سے زیادہ کوئی چیز مجھے دشمن نہ تھی۔

پھر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے ارشاد فرمایا کہ اس وقت اگر تم اسے قتل کر دیتے تو جہنم میں جاتا میری تمہاری مثل ایسے ہے جیسے کسی کا ناقہ بھاگ گیا لوگ اسے پکڑنے کو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں وہ بھڑکتا اور زیادہ بھاگتا ہے اس کے مالک نے کہا تم رہنے دو تمہیں اس کی ترکیب نہیں آتی پھر سبز گھاس کا ایک مٹھا ہاتھ میں لیا اور دکھایا اور چمکارتا ہوا اس کے پاس گیا یہاں تک کہ بٹھا کر اس پر سوار ہو لیا"۔ (۱:۴۷۳-۴۷۴)

تدریس کے دوران نرمی اور حکمت کا تصور ہمیں قرآن مجید نے عطا کیا ہے۔ پروفیسر گوہر عبدالغفار (۱۹۹۸ء) اسلامی طریقۂ تعلیم و تدریس کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"قرآن فرماتا ہے--- اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ذریعے بلا اور ان سے احسن طریقے سے بحث کر" [النحل:۱۲۵] (۱۰:۱۷۱)

۲۔عملی مثالوں سے وضاحت:۔

(Clarification Through Practical Examples)

امام احمد رضا خاں دوران تدریس عملی مثالوں کا بھرپور

" کے حوالہ سے لکھتے ہیں
نفیہ و شافعیہ وغیرھما،
جائز نہیں اور فحش و
ی نہ چاہیے"
راز ہیں:
ہ ہے مگر اسے کوئی
تی اور حدیث بھی
رح نہ فرماتے ان
فقہ فی الدین میں
رادھر مصلحت الٰہیہ
ئی حدیث سنی اور
ے اور ہر ایک نے
اف ہوا۔ حلال کو
ہ ان چیزوں میں
دین سے ہے یا کم
ی مسائل میں کسی
ہ طریقۂ تدریس سے
ں ایک اہم کمزوری کی
کے ذریعے طلباء کو علم تو
تدریس تربیت کا عنصر
ں اپنے ضابطۂ اخلاق
ی تاکید کرتے ہیں۔
یں ہو سکتی جب تک

استعمال کرتے ہیں جس سے مسائل سمجھنے والا بڑے واضح اور حقیقی انداز میں جان لیتا ہے مولانا ظفر الدین قادری (۱۹۳۸ء) لکھتے ہیں:

''(احمد رضا خاں) کسی مسجد میں نماز پڑھ کر وظیفہ میں مشغول تھے کہ ایک صاحب نماز پڑھنے کیلئے تشریف لائے اور حضور ﷺ کے قریب ہی نماز پڑھنے لگے جب قیام کیا تو دیوار مسجد کو تاکتے رہے جب رکوع میں گئے تو ٹھوڑی اوپر اٹھا کر دیوار مسجد کی طرف دیکھتے رہے جب نماز سے فارغ ہوئے، اس وقت تک اعلیٰ حضرت بھی وظیفہ سے فارغ ہو چکے تھے اعلیٰ حضرت نے ان کو پاس بلا کر مسئلہ بتایا کہ نماز پڑھنے میں کس کس حالت میں کہاں کہاں نگاہ ہونی چاہیے اور فرمایا بحالت رکوع پاؤں کی انگلیوں پر نگاہ ہونی چاہیے یہ سن کر وہ قابو سے باہر ہو گئے اور کہنے لگے واہ صاحب! بڑے مولانا بنتے ہیں میرا منہ قبلہ سے پھیرے دیتے ہیں نماز میں قبلہ کی طرف منہ ہونا ضروری ہے یہ سن کر اعلیٰ حضرت نے ان صاحب کی سمجھ کے مطابق کلام فرمایا اور دریافت کیا تو سجدہ میں کیا کیجئے گا؟ پیشانی زمین پر لگانے کے بدلے ٹھوڑی زمین پر لگائیے گا یہ چبھتا ہوا فقرہ سن کر بالکل خاموش ہو گئے اور ان کی سمجھ میں بات آ گئی کہ قبلہ رو ہونے کے یہ معنی ہیں کہ قیام کے وقت نہ کہ از اول تا آخر قبلہ کی طرف منہ کر کے دیوار مسجد کو تاکا کرے''۔(۲۱۸:۷)

۳-سوال و جواب کی صورت میں تدریس:

(i) استقرائی طریقہ (Inductive Method):

(From Specifice to gener alization)

انفرادی مثالوں سے کثیر تعداد میں استفادہ کرتے ہوئے جب کوئی کلیہ اخذ کیا جائے تو اسے استقرائی علم/طریقہ کا نام دیا جاتا ہے۔ امام احمد رضا خاں سوال و جواب کے دوران مسائل کے حل کیلئے اکثر استقرائی طریقہ استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً امام احمد رضا کی خدمت میں ایک آریہ نے سوال پیش کیا کہ:

''قرآن تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہوا؟ ایک دم کیوں نہ آیا جبکہ وہ خدا کا کلام ہے خدا تو قادر مطلق تھا کہ ایک ساتھ اتار دیتا''

آپ نے جواباً فرمایا:

''جو شے عین ضرورت کے وقت دستیاب ہوتی ہے اس کی وقعت دل میں زیادہ ہوتی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے کلام کو بتدریج نازل فرمایا پھر فرمایا انسان بچہ کی صورت میں آتا ہے پھر جوان ہوتا ہے پھر بوڑھا۔ اللہ تو قادر تھا بوڑھا ہی کیوں نہ پیدا فرمایا؟ پھر فرمایا انسان کھیتی کرتا ہے پہلے پودا نکلتا ہے پھر کچھ عرصہ بعد اس میں بالی آتی ہے اس کے بعد دانہ برآمد ہوتا ہے وہ تو قادر تھا کہ ایک دم غلہ کیوں نہ پیدا فرمایا؟ (۲۱۹:۹)

۴-استخراجی طریقۂ تدریس: (Deductive Method)

(From Generalization to Speacific)

اعلیٰ حضرت تدریس و تبلیغ میں استقرائی طریقے کے ساتھ ساتھ بوقت ضرورت استخراجی طریقہ کو بھی استعمال کرتے

ہیں ایک دفعہ کسی نے آپ سے وحدۃ الوجود کے معنی دریافت کئے ارشاد فرمایا:

''جو ہستی بالذات واجب تعالیٰ کیلئے ہے اس کے سوا جتنے موجودات ہیں سب اس کے ظل، پرتو ہیں تو حقیقتاً وجود ایک ہی کیلئے ٹھہرا---مثلاً روشنی بالذات آفتاب و چراغ میں ہے زمین و مکان اپنی ذات میں بے نور ہیں مگر بالعرض آفتاب کی وجہ سے تمام منور اور چراغ سے سارا گھر روشن ہوتا ہے۔ انکی روشنی انہیں کی روشنی ہے انکی روشنی ان سے اٹھالی جائے وہ ابھی تاریک محض رہ جائیں ---جو شخص آئینہ خانہ میں جائے وہ ہر طرح اپنے آپ ہی کو دیکھے گا اس لئے کہ یہی اصل ہے اور جتنی صورتیں ہیں سب اسی کا ظل ہیں مگر یہ صورتیں اس کی صفات ذات کے ساتھ متصف نہ ہوں گی یعنی سننے والی دیکھنے والی وغیرہ وغیرہ نہ ہوں گی اس لئے کہ یہ صورتیں صرف اس کی سطح ظاہری کی ظل ہیں ذات کی نہیں اور سمع و بصر کی صفتیں ذات کی ہیں سطح ظاہر کی نہیں، لہذا جو اثر ذات کا ہے وہ ان ظلال میں پیدا نہ ہوگا بخلاف حضرت انسان کے کرمہٗ ظل ذات باری تعالیٰ ہے لہذا اظلال صفات سے بھی حسب استعداد بہرہ ور ہے۔ (۸:-۲۳۳-۲۳۴)

۴- سائنسی اندازِ فکر (Scientific way of Thinking)

بفضل تعالیٰ امام احمد رضا خاں کی شخصیت منطقی، فلسفی اور سائنسی صلاحیتوں سے بہرہ ور تھی ان کا انداز فکر سائنٹیفک تھا اس ضمن میں اگر آپ کی تصنیفات و تالیفات کا مطالعہ کیا جائے تو ان میں واضح طور پر یہ مراحل نظر آئیں گے:

(۱) مسئلہ کا صحیح طور پر ادراک (۲) مسئلہ کی توضیح و تجزیہ
(۳) معلومات کی فراہمی (۴) معلومات کی تعبیر
(۵) عارضی حال یا قیاسات کی ترتیب
(۶) اخذ نتائج اور تعمیم کا عمل (۷) تعمیمات کا انطباق

ان ساتوں مراحل میں سے کوئی بھی مرحلہ ہو آپ ہر مقام پر سائنٹیفک انداز اختیار کرتے ہیں۔ مثلاً مسائل کے احساس کے بعد اگر توضیح و تجزیہ کا اسٹیج ہو تو آپ سیر حاصل بحث کے بعد تجزیاتی مطالعہ پیش کرتے ہیں۔ مثلاً ''ترک موالات'' پر بحث ہوئی تو آپ نے اس کا یوں تجزیاتی مطالعہ پیش کیا:

(i) موالات کیا ہے؟
(ii) موالات کی کتنی قسمیں ہیں؟
(iii) کیا ''نان کوآپریشن'' کو ترک موالات کہہ سکتے ہیں؟
(iV) تحریک ترک موالات کے کیا اسباب وعلل تھے؟
(V) اس تحریک کی کیا حیثیت ہے؟

آپ سے ایک بار آبِ مطلق کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے اس پر بحث کرتے ہوئے یوں تحقیقی جواب دیا:

(۱) آبِ مطلق کیا ہے؟
(۲) آبِ مطلق کا مصداق کون کون سا پانی ہے؟
(۳) پانی کا رنگ کیسا ہے؟ (کیمیائی تجزیہ)
(۴) اس بارے میں کیا نظریات ہیں؟
(۵) آبی کس رنگ کو کہتے ہیں؟
(۶) پانی کے کتنے اوصاف ہیں؟ (۱۳:۸۷-۸۹)

۶- غیر متعلقہ امور سے اجتناب:

(Avoiding Irrekevant Matters)

تعلیم کو مفید اور معیاری بنانے کیلئے ضروری ہے کہ دوران تعلیم غیر مفید اور غیر متعلقہ امور سے بچا جائے۔ غیر متعلقہ

امور میں پڑنا امام احمد رضا خاں کے نزدیک وقت کا زیاں ہے نیز ایسے آدمی کو تعلیم دینا جو اخواہ مخواہ تعصب کی آگ دل میں رکھتا ہو، بے سود ہے، فرماتے ہیں:

"جاہلوں کے منہ لگنا ہم نہیں چاہتے نہ کہ وہ حضرات کہ جاہل بھی ہوں اور کذاب بھی اور مفتری بے حجاب بھی اور معاند تعصب مآب بھی۔ ایسوں کیلئے یہ مناسب ہے کہ

ذَرۡهُمۡ فِي طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُونَ

(انہی چھوڑ دو اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں)

ان تمام مسائل کے روشن بیان ہمارے فتاویٰ میں موجود ہیں مگر متعصب معاند کو علم دینا بے سود اور کذب و افتراء کا علاج مفقود---سائل کو ہدایت کی جاتی ہے کہ کسی کی ایسی بے ہودہ باتیں پیش نہ کرے"۔ (۱۲۲-۱۲۱:۱۱)

ذریعہ تعلیم: (Medium of Instruction)

امام احمد رضا خاں کا اس بارے میں نظریہ یہ ہے کہ ابتدائی تعلیم ہر شخص کو اس کی اپنی مادری یا علاقائی زبان میں دی جائے۔ اعلیٰ تعلیم کیلئے مشکل یا غیر ملکی زبان استعمال کی جا سکتی ہے، (بالخصوص اعلیٰ دینی تعلیم کے لئے عربی اور فارسی) اس نظریہ پر پورا فتاویٰ رضویہ شاہد عادل ہے کہ جس شخص نے جس زبان میں استفتاء پیش کیا اسی زبان میں اس کا جواب دیا۔ (۱۲:۱۲)

۸- کتاب کے علاوہ دیگر ذرائع تعلیم سے استفادہ:

(Use of Educational Instructional and Communicational Means Other than Text book)

امام احمد رضا کے نزدیک کتاب تعلیم کا ایک ذریعہ ہے اس کے علاوہ بھی ذرائع تعلیم ہیں مثلاً وعظ، خطبہ، تبلیغ دار شاد وغیرہ کسی نے عرض کیا کہ کتب بینی سے علم حاصل ہوتا ہے؟ (۱۱۸:۵۴) جواباً فرمایا: "یہ کافی نہیں بلکہ علم افواہِ رجال سے بھی حاصل ہوتا ہے" (۱:۲)

خطبہ، تبلیغ و ارشاد اور افواہ رجال کو موجودہ دور کی جدید اصطلاح سیمینارز/خصوصی لیکچرز، آڈیو اور ویڈیو ایڈز کے طور پر بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ عشرت نسرین بخاری (۱۹۹۷ء) جدید طریقہ ہائے تدریس کے استعمال کی ضرورت و افادیت کے پیش نظر تجاویز کے تحت لکھتی ہیں:

"مدارس میں ماہرین تعلیم کے لیکچرز کا خصوصی اہتمام کیا جائے اور اکثر و بیشتر سیمینار منعقد کروائے جائیں اور ورکشاپس کا بھی اہتمام کیا جائے" (۴۲۳:۶)

امام صاحب کی اس سوچ کے تناظر میں آج کی انٹرنیٹ، سی ڈی اور میڈیا کی تعلیم کو بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

۹- اخلاقیات کی تعلیم: (Ethics Indoctorination)

اعلیٰ حضرت اخلاقیات کے حوالہ سے استاد کیلئے لازم قرار دیتے ہیں کہ وہ بچے کو---"توکل، قناعت، زہد، اخلاص، تواضع، امانت، صدق، عدل، حیاء سلامت صدر دلسان وغیرہا خوبیوں کے فضائل---حرص و طمع، حب دنیا، حب جاہ، ریا، عجب، خیانت، کذب، ظلم، فحش، غیبت، حسد، کینہ وغیرہا برائیوں کے رذائل پڑھائے۔ (۷۳:۳)

معروف ماہر نفسیات پروفیسر ڈاکٹر خالدہ ترین (۱۴ دسمبر ۱۹۹۹ء) طلباء و طالبات کی عادات میں تبدیلی پر روزنامہ جنگ لاہور کے ایک فیچر میں اپنی رائے دیتی ہیں:

"آج کا طالب علم مسلسل ایک دباؤ میں ہے۔ ایک بے یقینی کی کیفیت میں ہے اس کے اندر منفی رجحان پیدا ہو رہا ہے۔ اس کے پاس زندگی کو انجوائے کرنے کا وقت نہیں۔

موجودہ نظام تعلیم نے لوگوں کو ساج سے الگ کر دیا ہے''

آج کل طلبہ کے اندر پیدا ہونے والے منفی رجحانات کے ازالہ کیلئے امام صاحب نے دوران تدریس اساتذہ کو تاکید کی ہے کہ وہ طلبا کو توکل، قناعت، اخلاص جیسی اسلامی ساجی اقدار کی بھی تعلیم دیں تاکہ وہ کسی بھی غیر اخلاقی عادت کا شکار نہ ہوں۔ ان کی تعلیم انہیں معاشرہ کے ادب آداب اور سلیقہ سکھائے۔

Lawrence اور Ellst Turill (1971) لکھتے ہیں کہ Kohlberg

استاد معاشرتی نظام قدر کو طلباء کے اندر یوں اجاگر کر سکتا ہے:

"(i) Help Students acquire and understanding worthwhile.

(ii) Aid Chiladren to uphold and use positive values when confronted by adverse pressure from pears" (15: 417)

۱۰- دوران تدریس استاد کیلئے ضابطۂ اخلاق:

(Regard of Morality code)

آپ ۱۳۱۰ھ فرماتے ہیں:

''پڑھانے سکھانے میں رفق و نرمی ملحوظ رکھے۔ موقع پر چشم نمائی تنبیہہ و تہدید کرے مگر کوسنا نہ دے کہ اس کا سنا ان کیلئے سبب اصلاح نہ ہوگا بلکہ اور زیادہ فساد کا اندیشہ ہے۔ مارے تو منہ پر نہ مارے اکثر اوقات تہدید و تخویف پر قانع رہے کوڑا قچی اس کے پیش نظر رکھے کہ دل میں رعب رہے'' (۴:۷۳)

۱۱- متعلم کو اس کی استعداد سے باہر علم نہ دیا جائے:

(Teaching Within Learner's Capability Range)

امام احمد رضا خاں ۱۳۳۹ھ فرماتے ہیں:

''قابلیت سے باہر علم سکھانا فتنہ میں ڈالنا ہے اور نا قابل کو مباحث و مجادل بنانا دین کو معاذ اللہ ذلت کیلئے پیش کرنا ہے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں''جب نا اہل کو کام سپرد کیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو'' (۵:۵۹۴)

رابرٹ-اے-ڈیوس (۱۹۸۶ء) تعلیم کی نوعیت اور شرائط **(Nature and Conditions of Learning)** کے تحت لکھتے ہیں:

"The (Learning) activities selected should he within the capability of the learner .... Experience Shows, However, that it is an inportant problem in teaching" (14: 434)

۱۲- متعلم کے ساتھ حسن و مروت:

(Polite Behaviour Towards his Students/Learners)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی اپنے طلباء/متعلمین کے ساتھ انتہائی شفقت و مروت کے قائل ہیں آپ کے ہاں جو طلباء حصول علم کیلئے حاضر ہوتے آپ انہیں اکثر انکی مرغوب اشیاء فیرنی، شیرینی پکا کر کھلاتے۔ انواع و اقسام کے کھانوں سے ان کی تواضع فرماتے۔ بلکہ اکثر کھانوں میں اپنے شاگردوں کی انفرادی پسند کا بھی خیال رکھتے۔ خود مختلف طعام تیار کر کے انہیں پیش کرتے اور

تعلیم میں بھی طلباء سے کسی قسم کا مادی منفعت کی ہرگز رامید نہ رکھتے تھے۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے "معارف رضا" ماہنامہ برائے سال ۱۹۹۹ء میں مولانا کی عادات وخصائل کے ضمن میں ان احوال کا خوب ذکر کیا ہے۔

کتابیات (حوالاجات)

(۱) امام احمد رضا خاں، فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، ص: ۴۷۳-۴۷۴، ادارہ تصنیفات امام احمد رضا، کراچی (۱۹۸۸ء)

(۲) امام احمد رضا خاں، الملفوظ مؤلفہ مفتی اعظم مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں، جلد اوّل، ص: ۹۔

(۳) امام احمد رضا خاں، فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، ص: ۷۳، ادارہ تصنیفات امام احمد رضا، کراچی ۱۹۸۸ء۔

(۴) امام احمد رضا خاں، فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، ص: ۷۳، ادارہ تصنیفات امام احمد رضا، کراچی (۱۹۸۸ء)

(۵) امام احمد رضا خاں، فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، ص: ۵۹۴، ادارہ تصنیفات امام احمد رضا، کراچی ۱۹۸۸ء۔

(۶) تربیتِ اساتذہ، مؤلفہ ڈاکٹر محمد ابراہیم خالد، ص: ۴۲۳، پاکستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن، اسلام آباد ۱۹۹۷ء۔

(۷) ظفر الدین رضوی، حیات اعلیٰ حضرت، ص ۲۱۸، مکتبۂ رضویہ فیروز شاہ اسٹریٹ کراچی (۱۹۳۸ء)

(۸) ظفر الدین رضوی، حیات اعلیٰ حضرت، ص: ۲۳۳-۲۳۴، مکتبہ رضویہ فیروز شاہ اسٹریٹ کراچی (۱۹۳۸ء)

(۹) ظفر الدین رضوی، حیات اعلیٰ حضرت، ص: ۲۱۹، مکتبہ رضویہ فیروز شاہ اسٹریٹ، کراچی (۱۹۳۸ء)

(۱۰) عبدالغفار گوھر، تعلیمات، ص: ۱۷۱، مجید بک ڈپو، لاہور ۱۹۹۸ء

(۱۱) محمد جلال الدین قادری، امام احمد رضا خاں کا نظریۂ تعلیم، ص ۱۲۱-۱۲۲، شبیر برادر اردو بازار، لاہور

(۱۲) محمد جلال الدین قادری، امام احمد رضا خاں کا نظریۂ تعلیم، ص: ۱۲۰، شبیر برادر اردو بازا لاہور

(۱۳) "معارف رضا" انٹرنیشنل ایڈیشن، ص: ۸۷-۸۹، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، صدر، ریگل کراچی، ۱۹۹۷ء

(14) Educational Pschology, Skinne, Charles, E.,P.434, Prentice Hall of India PVT, LTD, New Delhi, 1984.

(15) Psychology and Educational Practice Lesser, Geral S., P.417, U.S.A. , 1971.

(بشکریہ سہ ماہی تحقیقی مجلہ "تعلیمی زاویے" جولائی ۲۰۰۰ء پاکستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن، اسلام آباد)

****

ان حضرات کے علاوہ اور بھی بہت سے صحابہ ہیں جن کی آپ نے مختلف اوقات میں مختلف علاقوں یا مختلف شخصیتوں کی طرف سفیر اور نمائندہ بنا کر بھیجا تھا۔

۱۲) **پہرہ داری اور حفاظت** خاص خاص موقعوں پر جب کوئی خطرہ ہوتا تھا اور سفر میں خصوصیت کے ساتھ کچھ لوگوں کو آپ پہرہ دینے اور حفاظت کرنے کے لیے بھی مقرر فرمایا دیا کرتے تھے بہت سے جلیل القدر صحابہ نے یہ خدمت اکثر انجام دی ہے۔ آج کل شہروں کی شاہراہوں اور بازاروں میں پولیس رات کو پہرہ دیتی ہوئی جو دیکھی جاتی ہے اس کی اصل بھی یہی ہے۔ اس شعبہ کو حضور کے زمانہ میں "حرس" یا حراست کہتے تھے سیرت کی کتابوں میں ان پہرہ داروں کا تفصیلی بیان موجود ہے جب قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوگئی کہ

والله يعصمك من الناس (١٦)

اور خدا آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے

تو آپ نے اس پہرہ دینے کے اہتمام کو قطعاً چھوڑ دیا تھا۔

طبابت

عربوں میں طبابت کا فن قدیم سے پایا جاتا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بھی اس کی اپنی قدر و قیمت تھی عہد نبوی میں جو اطباء موجود تھے ان میں حارث ابن کلاہ ثقفی رضی اللہ عنہ کی بڑی شہرت تھی وہ عام طور سے طبیب العرب کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے انہوں نے فن طب کی تعلیم ایران اور یمن جاکر حاصل کی تھی۔

اطباء عرب میں سے ایک مشہور طبیب ابن ابی رمثہ تمیمی تھے۔ یہ وہی بزرگ ہیں جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی تو آنحضرت سے عرض کیا کہ میں طبیب ہوں آپ مجھے اجازت دیجئے کہ اس کا علاج کروں۔ تو حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ طبیب تو خدا ہے ۔ البتہ تم رفیق ہو ۔ (۴۹) اسلام سے پہلے بھی اور اسلام کے بعد بھی طب کا فن عربوں میں بہت سے لوگوں کو آتا تھا ۔ اسلام کے بعد اس میں کافی ترقی ہوئی حتی کہ عباسی دور حکومت میں یہ اس قدر ترقی کر گیا تھا کہ دنیا کی کوئی قوم مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی ۔ اسی زمانہ میں اندلس میں بھی اس فن نے بڑی ترقی کی حتی کہ یورپ کے اطباء تک اندلس میں آکر طب کا فن سیکھا کرتے تھے اسم سے پہلے اور عہد نبوی میں طباعت کی جو کچھ صورت عربوں میں ہوا کرتی تھی وہ آج تک بھی اسی صورت میں عربوں میں چلی آتی ہے ۔

۱۳) **نگرانی** نگرانی اور احتساب کا محکمہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرما رکھا تھا عہد نبوی میں بازار کی نگرانی اور احتساب کو حسبتہ اور محکمہ کے حاکم کو محتسب کہتے تھے ہمارے ہاں آجکل ایسے حاکم کو رئیس بلدیہ کہتے ہیں

تعلیم اس زمانہ میں زیادہ تر پڑھنے اور لکھنے کی تعلیم تک محدود ہوا کرتی تھی حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب الاصابہ میں حکم ابن سعید بن العاص بن امیہ اموی کا تذکرہ لکھتے ہیں کہ یہ وہی صاحب ہیں جن کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل فرما کر عبداللہ رکھ دیا تھا ۔ آپ نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ مدینہ منورہ کے لوگوں کو لکھنا سکھا دیں کیونکہ وہ ایک اچھے کاتب بھی تھے سنن ابو داؤد میں حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے اصحاب صفہ کے لوگوں کو قرآن کریم پڑھنا اور لکھنا سکھایا تھا جنگ بدر کے قیدیوں کے متعلق سیر و تاریخ کی کتابوں میں صراحت سے منقول ہے کہ قریش کے بعض قیدیوں کا فدیہ (جن کے پاس مال نہیں تھا) یہی قرار دیا گیا تھا کہ وہ کم سے کم مدینہ منورہ کے دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو ان کو رہا کر دیا جائے گا ۔

اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مسلمانوں کو کفار سے ایسے علوم و فنون سیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے جن کی مسلمانوں کو اپنے دینوی معاملات کے لیے ضرورت ہوتی ہے ۔ مثلاً طب انجنیئرنگ کیمیا وغیرہ ۔

ٹاؤن پلاننگ یا انجنیئرنگ عہد نبوی میں ہمیں انجنیئرنگ کے علم کی بنیاد بھی مل جاتی ہے ۔ زمین کی پیمائش ان دونوں گز ، میل ، فرسنگ سے کی جاتی تھی اور مکانات بنانے کے لیے سڑکیں بنانے کے لیے باقاعدہ نشان زدگی کی جاتی تھی ۔ ابن سعد نے طبقات میں بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکانات کے لیے زمین پر نشانات لگائے تو حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے مکان کے لیے بھی زمین پر نشانات لگائے تھے حضرت عثمان کا مکان آج بھی موجود ہے ۔ سنن ابو داؤد میں ہے کہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے لشکر کے پڑاؤ میں یہ منادی کرادی تھی کہ جو شخص جگہ میں تنگی کریگا یا راستوں پر خیمے لگائے گا اس کا جہاد قبول نہیں ہوگا۔ بات یہ تھی کہ لوگوں نے قریب قریب خیمے لگائے تھے اور راستے نہیں چھوڑے تھے جس کی وجہ سے کچھ بچ ہو گئی تھی اس سے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر تک میں خیمے کھڑے کرنے کی حد تک بھی بدنظمی کو برداشت نہیں فرماتے تھے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گلی کی چوڑائی میں اگر اختلاف ہوجائے تو اسے سات گز رکھ دیا جائے اس کے بعد خلفاء کے عہد میں انجنیئرنگ اور ٹاؤن پلاننگ میں کافی ترقی ہوئی حتیٰ کہ عباسی اور اموی دور حکومت میں تو یہ فن انتہائی عروج کو پہنچ گیا تھا حتیٰ کہ شہر بغداد اور قرطبہ انجنیئرنگ کے کمالات کے نمونے تھے حضرت عمر کے متعلق سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ جب آپ نے کوفہ اور بصرہ کی چھاؤنیاں بنانے کی اجازت دی تو ہدایت فرمائی تھی کہ تمام سڑکیں بیس گز چوڑی رکھی جائیں انجنیئرنگ اور ٹاؤن پلاننگ کے سلسلہ میں اتنی بات ذہن میں رہنی چاہیئے کہ اس کا انداز ہر زمانہ میں اور زمانہ کی ضروریات کے مطابق یکساں نہیں ہوسکتا اس میں برابر تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔

آلات حرب آلات حرب کے سلسلے میں قرآن کریم کی یہ ہدایت موجود ہے کہ

واعدوالھم ما استطعتم من قوۃ (۱۷)

اور کفار کے لیے جتنی قوت تم جمع کرسکتے ہو تیار رکھو

اس واضح ہدایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں بڑے بڑے اقدامات فرمائے خود (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے ذاتی آلات جنگ جو کچھ تھے وہ سیرت کی کتابوں میں تفصیل سے بیان کردیئے گئے ہیں۔ ان سے قطع نظر جو جنگی ہتھیار عام فوج کے لیے آپ نے تیار کرائے اور جن کو مختلف جنگوں میں استعمال فرمایا۔ ان کا ذکر غزوات کی تفصیلات میں آگیا ہے عموماً تلوار، نیزہ اور تیر کمان تو ہر مسلمان کے پاس ہوتا ہی تھا لیکن طائف کی جنگ میں آپ نے منجنیق، دبابے، اور ضبور، (Testudoes) بھی استعمال فرمائے تھے۔

دفتر خاتم خاتم اس انگشتری کو کہتے ہیں جس کے نگینہ سے مختلف فرامین اور سرکاری خطوط پر مہر لگائی جاتی تھی عربوں میں خطوط پر مہر لگانے کا رواج نہ تھا لیکن جب آپ نے مختلف ممالک کے بادشاہوں اور سرداران قبائل کو تبلیغی خطوط ارسال فرمانے کا ارادہ کیا تو آپ کو بتایا گیا کہ غیر ممالک کے بادشاہ ایسے خطوط کو قبول نہیں کرتے جن پر کوئی مہر لگی ہوئی نہ ہو چنانچہ اس ضرورت سے آپ نے اولا سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی مگر وہ آپ کو پسند نہیں آئی کیونکہ طبعاً سونا پہننا آپ کو پسند نہیں تھا۔ چنانچہ بعد میں ایک

چاندی کی انگوٹھی بنوائی گئی۔ اس انگشتری کے امین اور محافظ حضرت معیقب ابن ابی فاطمہ دوسی رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے تھے یہ انگوٹھی ان کے پاس محفوظ رہتی تھی اور وقت ضرورت فرامین اور مراسلات پر وہ اس سے مہر لگایا کرتے تھے خلفائے بنو امیہ اور بنو عباس کے دور میں اس کے لیے ایک باقاعدہ دفتر قائم کردیا گیا تھا جس کا نام ہی "دیوان الخاتم" ہوا کرتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس دیوان الخاتم کی ابتداء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اقدام ہی تھا کہ آپ نے ایسی انگشتری بنوائی اور اس کے لیے ایک امین اور محافظ کا تقرر فرمادیا تھا۔

۱۸) دیوان حاجب   حاجب بواب، دربان ایک ہی عہدہ کے مختلف نام ہیں جو آگے چل کر بڑی اہمیت حاصل کر گیا تھا قرآن کریم میں یہ حکم موجود ہے کہ جب تم کسی کے گھر جاؤ تو گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لے لیا کرو۔ (۱۸) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چونکہ ملاقات اور زیارت کرنیوالوں کا تانتا بندھا رہتا تھا اس لیے آپ کو اس کی ضرورت پیش آئی کہ آپ کچھ آدمیوں کو اس مقصد کے لیے مقرر کردیں کہ وہ ملاقات کے لیے آنیوالوں کی اطلاع آپ کو پہنچائیں اور ان کے لیے ملاقات کی اجازت حاصل کریں چنانچہ اس کام کے لیے دو حضرات مقرر تھے ایک حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) حضور کے خادم خاص تھے) اور دوسرے حضرت بلال بن باخ رضی اللہ عنہ (جو آپ ہی کے ایک ازاد کردہ حبشی غلام اور خدمت گذار تھے) ان دونوں میں سے کوئی ایک آدمی آپ کے دروازہ پر موجود رہتا تھا اور لوگوں کے لیے ملاقات کی اجازت حاصل کرتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس منصب کی اہمیت محض ایک شرعی حکم بطریق انسب پیروی ہوتی تھی تاکہ آنے والے لوگوں کو کوئی دشواری پیش نہ آئے کچھ شان و شوکت کے مظاہرہ سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ لیکن آگے چل کر اس منصب نے خلفائے بنو امیہ اور بنو عباس نے ناجائز فائدہ اٹھایا اور ان کے درباروں نے اتنی بڑی اہمیت حاصل کرلی تھی کہ وزارت کا منصب بھی ماند پڑ گیا تھا۔ اس کا کچھ اندازہ کرنا ہو تو کسی تاریخ میں خلیفہ ہارون الرشید کے حاجب مسرور کے حالات و کوائف کا مطالعہ کافی ہوگا۔

(ستر ھو یں قسط)

سفر نامۂ قاھرہ

تحریر: سید وجاھت رسول قادری

دکتور شیخ حازم صاحب نے ان تمام امور کی تکمیل کی ذمہ داری لے لی۔ ہم ''مشیخۃ الازھر'' کے عملے سے رخصتی ملاقات کے بعد نیچے اترے تو مدیر العام للعلاقات العامہ والاعلام فضیلۃ الشیخ عمر اسطویسی صاحب ہمیں چھوڑنے نیچے تک تشریف لائے راستے میں ہم سے انہوں نے دریافت کیا کہ پاکستان سے ایک سنی صوفی عالم مولانا عبدالقادر آزاد صاحب اکثر قاھرہ تشریف لاتے رہتے ہیں کیا آپ ان سے واقف ہیں۔ ہم نے جواب دیا کہ ہم ان سے جس طرح واقف ہیں آپ اس طرح ان کی شخصیت سے آگاہی نہیں رکھتے ہیں، پاکستان میں اہل سنت ان کو ''بہروپیہ'' کہتے ہیں ان شاء اللہ آئندہ کسی نشست میں آزاد صاحب کی حقیقت پر گفتگو ہوگی۔ کیمرہ مین نے ''مشیخۃ الازھر'' کی عمارت کی تصویر بنائی اور ہمارے ساتھ پیدل چل پڑا ہم وہاں سے مسجد سیدنا حسین تک چل کر گئے۔ مسجد سیدنا حسین میں ہم نے وہاں کے خطیب فضیلۃ الشیخ احمد فرحات صاحب سے ملاقات کی ان بینائی زائل ہوگئی ہے۔ مولانا ممتاز احمد سدیدی صاحب نے ہمارا ان سے تعارف کرایا وہ ہم سے مل کر بہت مسرور ہوئے، مشروب سے ضیافت کی۔ ہم نے مسجد سیدنا حسین میں رکھے ہوئے تبرکات کی زیارت کی خواہش کی۔ علامہ فرحات صاحب نے اپنے نائب سے (جو ایک دکتور تھے اور جن کا اسم گرامی راقم کے ذہن میں نہیں رہا) فرمایا اگر چہ یہ وقت اور دن زیارت کا نہیں ہے لیکن یہ ہمارے محترم پاکستانی برادر علماء ہیں انہیں آپ زیارت گاہ کا مقفل کمرہ کھول کر اپنی راہنمائی میں اس کی زیارت کرائیں۔ بعد میں شیخ حازم صاحب نے فرمایا کہ یہ کمرہ مخصوص ایام مثلاً ۱۲ ربیع الاول شریف کے علاوہ مخصوص سرکاری ملکی یا غیر ملکی وفود کے لئے کھولا جاتا ہے آپ خوش قسمت ہیں کہ خطیب صاحب نے آپ کی درخواست قبول فرمالی۔ ہم نے یہاں درج ذیل تبرکات سے مشرف ہوئے، الحمد للہ علی ذلک

۱-سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک

۲-سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب شمشیر مبارک ''عضباء''

۳-امیر المومنین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت کا ۱۸۳۰ صفحات پر ہرن کی کھال پر لکھا ہوا قرآن مجید، جس کی اونچائی تقریباً ۲ فٹ ہوگی۔

۴-اسی قسم کی کتابت میں مگر چھوٹے حروف کے ساتھ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دست مبارک کا تحریر شدہ کلام پاک جو روایتاً سید الشہدا امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ کے زیر تلاوت تھا اور ان کے سر اقدس کے ساتھ مصر (قاھرہ) آیا۔

یہاں مسجد سیدنا حسین میں ہماری ملاقات جناب محمد رفائی محمد امین (سری لنکا) سے ہوئی، جو شعبۂ عربی، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے استاد ڈاکٹر دین محمد صاحب (سری لنکا) کے شاگرد اور قاھرہ کے معروف بزرگ عالم، پیر طریقت شیخ محمد زکی ابراھیم رائد العشیرۃ المحمدیہ کے مرید ہیں۔ بعدۂ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر اقدس کے مدفن پر حاضری دی اور دوپہر کا کھانا ہم نے قاھرہ کے مشہور ریسٹوران ''حاتی خمیس'' میں کھایا۔ یہ قاھرہ کے مہنگے ترین ریسٹوران میں سے ہے اور شارع فواد اور شارع عمارالدین کے سنگم پر واقع ہوا ہے۔ اس پر تکلف دعوت کا اہتمام قاھرہ کے معروف مطبع ''الثقافیہ للنشر'' کے ڈائریکٹر محترم فتحی نصار صاحب نے کیا تھا۔ ''الثقافیہ للنشر'' وہی ادارہ ہے جس نے سلام رضا کا منظور ترجمہ ''المنظومۃ السلامیہ فی مدح الخیر البریۃ (مترجم جناب دکتور حسین مجیب مصری)'' نہایت ہی خوبصورت سرورق، گیٹ اپ اور نفیس کاغذ کے ساتھ شائع کیا ہے۔ ہمارے ساتھ محقق تراث الاسلامی فضیلۃ الشیخ دکتور جیرۃ اللہ (تلمیذ دکتور حسین مجیب مصری) محمد ولید ابن فتحی نصار، شیخ حازم صاحب اور مولانا ممتاز احمد سدیدی الازھری بھی تھے۔ یہاں سے ہم لوگ مدینۃ البعوث الاسلامیہ للوافدین گئے جو جامعہ ازھر کا غیر ملکی طلباء کا ہوسٹل ہے۔ شیخ حازم صاحب اپنے گھر واپس تشریف لے گئے، اس لئے کہ یہاں مصری شہریوں کا داخلہ ممنوع ہے۔ ہوسٹل کے گیٹ پر سیکیورٹی اہلکار نے ہمارے پاسپورٹ رکھ لئے۔ یہاں ہم نے سب سے پہلے ہوسٹل کی مسجد میں دکتور مسعود حفیظ رفائی (م ۹/۹/۱۹۹۹ء) اور پاکستانی طالب علم مولانا محمد اکرم کی والدہ ماجدہ کی ایصال ثواب کی محفل میں شرکت کی۔ یہاں ڈاکٹر نجیب الدین جمال صاحب ویزیٹنگ پروفیسر (بہاولپور یونیورسٹی، پاکستان) پہلے سے موجود تھے۔ قرآن خوانی کے بعد علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے دعائے مغفرت فرمائی۔ پھر ہم لوگ یکے بعد دیگرے جامعہ ازھر کے پاکستانی طلبا، مولانا محمد اکرم صاحب، قاری

فیاض الحسن جمیل صاحب اور مولانا ممتاز احمد سدیدی الازہری صاحب کے کمروں میں گئے ہماری مشروبات اور پھلوں کے ساتھ ضیافت ہوئی ۔ یہاں ہماری ملاقات بنگلہ دیش، پاکستان، ہندوستان، ملائیشیا اور افریقی ممالک کے سنی طلباء سے کرائی گئی۔ یوں تو افریقی اور ملائیشی طلباء کی اکثریت صحیح العقیدہ سنی ہے اگرچہ مذھباً ان میں شوافع کی کثرت ہے۔ لیکن الحمدللہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹر نیشنل اور بعض دیگر اداروں مثلاً رضا اکیڈیمی ممبئی کے عربی اور انگریزی لیٹریچر کی وجہ سے اب ان ممالک کے طلباء پر پاک وہند کے پس منظر میں دیو بندی وہابی اور اہل سنت کے عقائد کا فرق واضح ہو چکا ہے اور ایسے تمام طلباء کم از کم جو برصغیر کے سنی طلباء سے رابطے میں ہیں، وہ امام احمد رضا کی شخصیت اور علمی مقام سے آگاہ ہیں بلکہ مداح بھی ہیں اور دیو بندی وہابیوں سے ان کی حنفیت اور سنیت کے لبادے میں تقیہ اور منافقت کی بناء پر نفور بھی۔

یہاں سے فراغت کے بعد ہم شارع احمد سعید، حیُّ العباسیہ میں واقع بنگلہ دیشی طلباء کے پرائیویٹ ہوسٹل گئے۔ آج یہاں گیارھویں شریف کی محفل کا انعقاد تھا اور ان حضرات نے ہمیں پہلے سے مدعو کیا ہوا تھا۔ محفل بعد مغرب شروع ہو چکی تھی ہم ذرا تاخیر سے پہنچے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کی نعتیں پڑھی جا رہی تھیں۔ بنگالی حضرات کی زبان سے اچھے تلفظ اور لحن کے ساتھ نعتیں سن کر ہمیں بڑی مسرت ہوئی۔ رات دس بجے ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' پر یہ محفل ختم ہوئی، علامہ عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی نے مختصراً خطاب فرمایا، بنگلہ دیشی طالب علم مولانا کمال الدین صاحب نے سلسلہ غوثیہ کے مشائخ کے اسم گرامی اور شجرہ شریف کے ساتھ فاتحہ پڑھی۔ شرکائے محفل کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

بنگلہ دیشی طلباء:

۱- مولانا محمد کمال الدین صاحب

۲- مولانا محمد جسیم الدین

۳- مولانا شائستہ خان صاحب

۴- مولانا محمد سیف الدین صاحب

۵- مولانا ابو احمد صاحب

پاکستانی طلباء:

۱- مولانا ممتاز احمد سدیدی الازہری صاحب

۲- جناب محمد احمد مغل صاحب ابن جسٹس منیر مغل (لاہور ہائی کورٹ)

۳- قاری فیاض الحسن جمیل صاحب

دیگر ممالک کے طلباء:

۱- محمد اسمٰعیل یمنی صاحب (مرید و خلیفۂ خاص شیخ المشائخ حضرت عمر ابن سالم یمنی)

۲- اور مولانا محمد اسمٰعیل کے دو دیگر ساتھی یمنی طلباء

۳- مولانا تیمور صاحب (آذربائیجان)

۴- مولانا عبدالرحمٰن صاحب (آذربائیجان)

(یہ دونوں آذربائیجان طلبہ بنگلہ دیشی حضرات کے ساتھ ہی مقیم ہیں)

یہاں سے فارغ ہو کر راقم جسٹس منیر مغل صاحب کے صاحبزادے عزیزی محمد احمد مغل کے ہمراہ ایک کمپیوٹر سینٹر پر آئے جہاں سے یہ صاحبزادے اکثر انٹرنیٹ پر اپنے گھر لاہور سے پیغامات کا تبادلہ کرتے رہتے ہیں۔ راقم نے کراچی اپنے صاحبزادے سطوت رسول قادری حفظہ اللہ تعالیٰ کو پیغام بھیجوایا کہ پاکستانی سفارہ (مصر) کے افسر جناب ظفر الحق صاحب سے ایک ہزار ڈالر قرض لینا ہے وہ اتنی رقم ان کے برادرم محترم جمیل احمد خاں صاحب منیجر کارپوریٹ پلاننگ پی.آئی.اے کے پاس بھیجوادیں کیونکہ ''حفل التکریم'' کے موقع پر محترم شیخ حازم صاحب کے حکم پر ایک مجلہ ''الکتاب التذکاری - مولانا احمد رضا خاں'' کے نام سے شائع کرنا ہے جس کے لئے فوری طور پر رقم کی ضرورت ہے اور یہ کہ شیخ حازم صاحب کی اپنی کتب اور یہاں لائبریریوں کے لئے عطیہ کی جانے والی کتب کے کارٹن قاھرہ ایئر پورٹ پر کارگو میں رکھے ہوئے ہیں کاغذات میں نقص کی وجہ سے نہیں مل رہے ہیں اس سلسلے میں ادارہ کے خالد صاحب سے کہو کہ وہ کراچی ایئر پورٹ پر جا کر ''الامارات'' کے کارگو آفس میں کہیں کہ وہ اپنے قاھرہ دفتر کو کاغذات کی اصل کاپی شیخ حازم صاحب کے نام کی تصحیح کے ساتھ فیکس کر دے تاکہ وہ کتب یہاں سے واگزار کرائی جا سکیں۔ راقم جب ہوسٹل واپس آیا تو پتہ چلا کہ حضرت علامہ شرف قادری صاحب انتظار کر کے ہوٹل واپس چلے گئے۔ فقیر جناب احمد مغل صاحب کے ساتھ ٹیکسی میں فندق مالکی کے لئے روانہ ہوا راستے میں احمد مغل صاحب اپنے ہوسٹل اتر گئے۔

دوسرے دن ۱۵ ستمبر ۱۹۹۹ء کو عمید الکلیۃ الدراسات العربیہ والعلوم الاسلامیہ دکتور محمد شیخون حفظہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا پروگرام تھا۔ استاذ دکتور حازم صاحب ۱۱ بجے صبح فندق مالکی آ گئے تھے، مولانا ممتاز احمد سدیدی الازہری اور فیاض الحسن جمیل صاحب بھی ہوٹل میں موجود تھے۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب اور ہم سب محترم استاذ حازم صاحب کی قیادت میں جامعہ ازہر شریف کے پرانے کیمپس کی طرف جو ہوٹل سے بہت قریب ہے پیدل ہی چل نکلے۔ جب ہم کلیۃ الدراسات العربیہ کی عمارت کے قریب پہنچے تو سیڑھیوں پر محترم دکتور السید سعدی فرھود حفظہ اللہ تعالیٰ (استاذ کلیۃ ھذا اور سابق رئیس جامعہ ازہر شریف) سے ملاقات ہوگئی اسی دوران محترم دکتور رزق مرسی ابو العباس علی زید مجدہٗ بھی تشریف لے آئے۔ جناب حازم صاحب اور دکتور رزق مُرسی صاحب نے دکتور سعدی فرھود صاحب سے ہمارے کلیہ آنے کا مقصد بتایا۔

انہوں نے فرمایا کہ میں بھی
کروں گا کہ عمید الکلیہ اس
التکریم'' کے لئے بطور مہمان
شیخ حازم صا
موافقت شدہ درخواست د
خدمت میں پیش کر کے کہا
نے اپنی تحریر میں ھدایت ف
تقریب کے لئے جگہ، دا
نیابت میں شرکت فرمائیں
حامی بھری ہے اور فرمایا
اور دکتور مرسی صاحب دونو
کی کوشش کی کہ چونکہ اس
طرف سے منظور شدہ ہے
خصوصی مدعو کر سکتے ہیں ۔
رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ حفلۃ
اکثریت اہل سنت و جماعت
لئے سفیر پاکستان کی شرکت
فرما رہے ہیں میری بھی
(Protocole) سفارتی
حکومت جمہوریہ مصر کے وزار
الازھر صاحب ہی کے دست
وزارت خارجہ کی معرفت جا
طے پایا کہ ''حفلۃ التکریم'' ب
کے ہال میں منعقد ہوگی اور ا
ہوں گے۔ دکتور محمود شیخون ص
کے لئے رکھ لی اور ہم لوگ م
صاحب کی دعوت پر ان کے
کریمانہ کا مظاہرہ کیا۔ ہم سے
آپ کی تقریب احسن طریقہ
چند دیگر معروف علمائے مصر کی
کے پاس ان کی تمام تصانیف
جائیں گی۔ ان کے دفتر میں
آرہے تھے داڑھی یکمشت

لباء

رات کے ساتھ ہی مقیم ہیں)
جسٹس منیر مغل صاحب کے
کمپیوٹر سینٹر پر آئے جہاں سے
پیغامات کا تبادلہ کرتے رہتے ہیں
ں قادری حفظہ اللہ تعالیٰ کو پیغام
ظفر الحق صاحب سے ایک ہزار
م جمیل احمد خاں صاحب منیجر
ادیں کیونکہ "حفلۃ التکریم" کے
جلّہ "الکتاب الذکاری- مولانا
، کے لئے فوری طور پر رقم کی
تب اور یہاں لائبریریوں کے
پورٹ پر کارگو میں رکھے ہوئے
ں اس سلسلے میں ادارہ کے خالد
لا امارات" کے کارگو آفس میں
پی شیخ حازم صاحب کے نام کی
ے واگزار کرائی جاسکیں۔ راقم
ے قادری صاحب انتظار کر کے
، کے ساتھ ٹیکسی میں فندق مالکی
ہوٹل اتر گئے۔

ید الکلیۃ الدراسات العربیہ
، ملاقات کا پروگرام تھا۔ استاذ
تھے، مولانا ممتاز احمد سدیدی
ں موجود تھے۔ علامہ عبدالحکیم
ساحب کی قیادت میں جامعہ
ے بہت قریب ہے پیدل ہی
ن کے قریب پہنچے تو سیڑھیوں
اذ کلیۃ ھذا اور سابق رئیس
م دکتور رزق مرسی ابو العباس
ساحب اور دکتور رزق مرسی
ے کلیہ آنے کا مقصد بتایا۔

انہوں نے فرمایا کہ میں بھی آپ کے ساتھ عمید الکلیہ کے پاس چلتا ہوں اور کوشش کروں گا کہ عمید الکلیہ اس بات پر راضی ہو جائیں کہ وہ سفیر پاکستان کو بھی "حفلۃ التکریم" کے لئے بطور مہمان خصوصی مدعو کرلیں۔

شیخ حازم صاحب نے دکتور رزق مرسی کو شیخ الازہر صاحب کی موافقت شدہ درخواست دیدی انہوں نے عمید الکلیہ دکتور محمود شیخون صاحب کی خدمت میں پیش کر کے کہا کہ شیخ الازہر صاحب علامہ محمد سید طنطاوی مدظلہ العالی نے اپنی تحریر میں ھدایت فرمائی ہے کہ آپ حفلۃ التکریم (گولڈ میڈل ایوارڈ) کی تقریب کے لئے جگہ، دن اور وقت کا تعین فرمادیں اور اس میں خود بھی ان کی نیابت میں شرکت فرمائیں کیونکہ شیخ الازہر صاحب نے بشرط فرصت شرکت کی حامی بھری ہے اور فرمایا ہے کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ پھر دکتور فرھود صاحب اور دکتور مرسی صاحب دونوں نے باری باری عمید الکلیہ کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ چونکہ اس "حفلۃ" کا انعقاد ایک مجاز شخصیت یعنی شیخ الازہر کی طرف سے منظور شدہ ہے اس لئے آپ اس بناء پر سفیر پاکستان کو بطور مہمان خصوصی مدعو کرسکتے ہیں۔ کیونکہ جس شخصیت یعنی الشیخ امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ حفلۃ منسوب ہے۔ وہ برصغیر پاک و ہند کی غالب مسلم اکثریت اہل سنت و جماعت کے متند امام اور سلسلۂ قادریہ کے عظیم شیخ ہیں اس لئے سفیر پاکستان کی شرکت اہم ہے۔ دکتور شیخون صاحب نے فرمایا آپ صحیح فرمارہے ہیں میری بھی یہی خواہش ہے لیکن میرا ان کو دعوت نامہ بھیجنا (Protocole) سفارتی آداب کی صریح خلاف ورزی ہوگی، یہ دعوت نامہ حکومت جمہوریہ مصر کے وزارت خارجہ کا کوئی ہم پلہ مجاز افسر یا خود عزت مآب شیخ الازہر صاحب ہی کے دست خطوں سے ہی جاری ہوسکتا ہے اور یہ بھی مصر کی وزارت خارجہ کی معرفت جائے گا۔ اس پر دونوں حضرات خاموش ہوگئے اور یہ طے پایا کہ "حفلۃ التکریم" بروز بدھ، ۲۲ ستمبر ۱۹۹۹ء بوقت ۱۲ ربجے دن اسی کلیہ کے ہال میں منعقد ہوگی اور یہ کہ عمید الکلیہ بھی بنفس نفیس اس تقریب میں موجود ہوں گے۔ دکتور محمود شیخون صاحب نے وہ درخواست اپنے پاس ضروری کاروائی کے لئے رکھ لی اور ہم لوگ مع دکتور رزق مرسی صاحب، دکتور محمد السعدی فرھود صاحب کی دعوت پر ان کے ڈپارٹمنٹ میں آگئے۔ انہوں نے بڑے اخلاق کریمانہ کا مظاہرہ کیا۔ ہم سے کچھ دیر گفتگو کی اور ہمیں اطمینان دلایا کہ ان شاء اللہ آپ کی تقریب احسن طریقہ پر ہوگی۔ بعد میں رخصت سے قبل ہمیں چند اپنی اور چند دیگر معروف علمائے مصر کی تصانیف عطیہ کیں اور یہ بھی فرمایا کہ اس وقت ان کے پاس ان کی تمام تصانیف موجود نہیں ہیں، پھر کبھی ملاقات میں وہ بھی پیش کی جائیں گی۔ ان کے دفتر میں جو ان کے نائب تھے وہ بظاہر بڑے باشرع نظر آرہے تھے داڑھی یکمشت سے بھی لمبی تھی۔ لیکن دکتور فرھود صاحب نے ہمارا ان سے یا ان کا ہم سے کوئی تعارف نہیں کرایا بلکہ جب تک ہم لوگ وہاں رہے دکتور صاحب نے ان کی طرف کوئی توجہ بھی نہ کی، حالانکہ وہ بار بار کوئی نہ کوئی کاغذ لئے ان کے پاس چلے آتے تھے اور دکتور صاحب کی عدم توجہی کی وجہ سے واپس چلے جاتے تھے بعد میں پتہ چلا کہ وہ شخص مصری ہے لیکن اس کا تعلق تبلیغی جماعت سے ہے۔ اس کی بدمذہبیت کی بناء پر حضرت دکتور فرھود صاحب اس سے صرف واجبی اور دفتری فرائض سے تعلق کے علاوہ اس سے کوئی سروکار نہیں رکھتے ہیں۔ محترم دکتور فرھود حفظہ اللہ تعالیٰ کے علمی جلال اور روحانی کمال کا اس پر استقدر رعب ہے کہ وہ ان کے سامنے دم سادھے بیٹھا رہتا ہے اور مجال ہے کہ عقائد و مسلک اہلسنت و جماعت کے خلاف کوئی لب کشائی کر سکے۔ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ دکتور محمد السعدی فرھود صاحب، دامت برکاتہم اور اہل سنت سے وابستہ دیگر تمام اساتذۂ جامعہ ازھر (جن کی تعداد جامعہ ازھر میں ۹۰ ر فیصد سے شاید زیادہ ہوں اور علماء مشائخ قاھرہ و بلاد مصر کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور انہیں اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ اس لئے کہ یہ حضرات اپنی زبان و قلم سے شب و روز عقائد اہل سنت کا ابلاغ اور (وہابی، دیوبندی) باطل عقائد کا ابطال کررہے ہیں۔ دکتور فرھود صاحب سے اجازت لیکر جب ہم ان کے ڈپارٹمنٹ سے باہر آئے تو محترم دکتور رزق مرسی ابو العباس نے اصرار کیا کہ ان کے بھی کمرے میں ہم لوگ کچھ دیر بیٹھیں اور ایک ایک پیالی چائے کا دور چلے۔ وہ "حفلۃ التکریم" کے انعقاد کے سلسلے میں دفتری کاروائی کی خوش اسلوبی سے انجام پذیری پر بہت خوش تھے، اپنے دفتر میں انہوں نے شیخ حازم صاحب کو پروگرام کو بہتر انداز میں پیش کرنے کے لئے چند مفید مشورے اور ہدایت بھی دیں۔ ان کو الوداع کہنے کے بعد ہم لوگوں نے اپنے ہوٹل فندق مالکی کے قریب ایک ریسٹورانٹ میں "کُشری" (یہ مصری کھچڑی ڈش کا نام ہے) کھائی۔ اس میں مسور کی ثابت دال، چاول ٹائپ کی شے ہوتی ہے مزہ کچھ چائینز ڈش کا ہوتا ہے، مصالحہ بالکل نہیں ہوتا البتہ علیحدہ سے اس میں ملانے کے لئے ایک مگ میں سرخ مرچ کا پانی اور ٹماٹر کی چٹنی ٹائپ کی چیز دی جاتی ہے تاکہ اس میں ملا کر کھایا جائے ہمیں یہ وہاں کے کھانوں میں زیادہ پسند آیا اس لئے کہ یہ زود ہضم ہوتا ہے اور مقدار میں بھی زیادہ ہوتا ہے۔ ایک پلیٹ میں دو آدمی با آسانی کھا سکتے ہیں۔ کھانے کے بعد علامہ عبد الحکیم شرف قادری صاحب فندق مالکی چلے آئے تاکہ کچھ آرام فرمالیں اور راقم، و مولانا ممتاز احمد سدیدی اور شیخ حازم صاحب قاھرہ کے کارگو ایئرپورٹ چلے تاکہ شیخ حازم صاحب اور اسکے ساتھ لائبریریوں میں عطیہ دینے کیلئے جو کتب ایئر کارگو سے ہم نے اپنی روانگی کے وقت کراچی سے بھیجی تھیں ان کی وصولی کی جائے۔

﴿باقی آئندہ﴾

دور ونزدیک سے

علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی

(بانی ومہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

آپ کی طرف سے گرامی نامہ اور چیک موصول پائے، شکریہ، جزاکم اللہ، خوشخبری یہ ہے کہ الدولۃ المکیہ، عربی، بمع حواشی وتخریج وتصحیح، بیروت مارکیٹ کے معیار شائع ہوچکی ہے، الحمدللہ۔ فتاویٰ رضویہ کے ساتھ ادارۂ تحقیقات کیلئے پانچ عدد الدولۃ المکیہ بھی ارسال کررہا ہوں۔ کتاب آپ دیکھ کر خوش ہونگے۔

حافظ محمد فیاض احمد

(ادارۂ معارف نعمانیہ، لاہور)

''ماہنامہ معارف رضا'' کا ''دارالعلوم منظر اسلام نمبر'' نظر نواز ہوا۔ دیکھتے ہی دل باغ باغ ہوگیا۔ عمدہ ودیدہ زیب سرورق پر بریلی شریف کا جاذب نظر اور دلکش فضائی منظر خوب ہے۔ صدسالہ جشن کے موقع پر دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف کو جس خلوص اور عقیدت کے ساتھ ہدیہ تحسین پیش کیا گیا ہے اس پر احقر داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ ورق ورق میں خلوص کی رچی بسی مہک، غرض یہ کہ ''خصوصی نمبر'' ہر جہت سے لائق تحسین اور ہر لحاظ سے حسین وجمیل وقیع وعظیم اور دلآرا ہے۔ دارالعلوم منظر اسلام کے مختلف پہلوؤں پر سیر حاصل مضامین لکھے گئے ہیں جو آنے والی نسل کیلئے ریفرنس کے طور پر کام آئیں گے۔ بیشک اہل سنت کی طرف سے بیداری اور نمائندگی کا ثبوت دیا گیا ہے آپ کی زیرنگرانی جس لگن اور محنت سے دیگر رفقائے ادارہ نے یہ خوبصورت گلدستہ تیار کیا ہے پوری دنیائے اہل سنت کی طرف سے آپ سب لوگ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

محمد بہاء الدین شاہ

(ریاض، سعودی عرب)

مکرمی ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کی صحت کی فکر ہے اللہ تعالیٰ سے ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا ہے۔ آمین۔ ''معارف رضا'' موصول ہورہا ہے۔ ''معارف رضا'' سے معلوم ہوا کہ سید آل احمد رضوی ''مرحوم'' ہوگئے۔ یہ جان کر دھچکا لگا۔ احقر نے حال ہی میں ایک مضمون بعنوان ''علماء مکہ مکرمہ کے حالات پر عربی کتب ۱۳۰۰ھ-۱۴۲۲ھ'' مکمل کیا جو ۱۰۵ صفحات پر ہے۔ ان دنوں ''کشف المحجوب'' کے عربی ترجمہ مطبوعہ قاہرہ پر ایک تعارفی مضمون زیر قلم ہے۔

علامہ ممتاز احمد سدیدی الازہری

(جامعہ الازہر، مصر)

اپنے تھیسز کے علاوہ ڈاکٹر رزق صاحب کی ایک کتاب کے سلسلے میں کافی زیادہ مصروفیت ہے۔ الحمدللہ تھیسز کا کام کافی حد تک مکمل کرلیا ہے اور ڈاکٹر رزق صاحب بڑی توجہ سے تصحیح فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ اہل خانہ کے شدید اصرار پر پاکستان آنے کا پروگرام ہے اور ان شاء اللہ دسمبر کو قطر ائر لائن کے ذریعے پاکستان آنا ہوگا، پاکستان میں قیام کے دوران کراچی بھی حاضری ہوگی، میرے لائق کوئی خدمت ہو تو ضرور فرمائیے ان شاء اللہ تعمیل ہوگی، میرا ای میل ایڈریس درہ ذیل ہے اگر آپ اس ذریعے سے کوئی پیغام بھیجنا چاہیں تو مجھے پیغام جلدی مل جائے گا: mumtaz sadidi2001@yahoo.com

سید رحمت اللہ ہاشمی

(متعلم جامعہ صدام للعلوم اسلامیہ، بغداد، عراق)

جامعہ صدام للعلوم الاسلامیہ کے ۱۲ ویں یوم تاسیس کے موقع پر امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی تصنیفات کی نمائش کی گئی۔ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کی تقریباً پچاس تصانیف کے دو سو نسخوں کے علاوہ حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ کی جاء الحق، سہ ماہی ضیاء الحبیب (اڑیسہ)، سہ ماہی غوث العالم، معارف رضا کا دارالعلوم منظر اسلام

نمبر، تاج الفحول نمبر بھی نمائش
تصانیف کو شامل کیا گیا ان میں
المجد دالاکبر مصر، بساتین الغفر
ہند کے اسماء قابل ذکر ہیں۔
کا یہاں شامل کی گئیں تھیں۔ نم
سید سلمان اشرف جائسی نے
اوقاف ڈاکٹر عبدالمنعم احمد ص
عبدالمجید السعید، نائب رئیس
عبدالغفور قیسی کے علاوہ جامعہ
نے شرکت کی۔ ہندوستانی تہ
نمائش میں کتابوں کی فراہمی
الہاشمی کراچی، مولانا محمد جت
رضا فاضل بریلوی کی علمی کا
جمہوریہ عراق کے علمی حلقوں
مایہ ناز علماء ومشائخ، دکاترہ ا
جلیلہ کا مطالعہ کررہے ہیں
مقالات کو منظر عام پر لایا جا
استاذ الشعراء، محقق، عالم، عر
فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے
رائعستان'' کی عربی زبان
پروفیسر رشید عبیدی کی تقدیم ا
ساتھ زیور طباعت سے آرا
ڈاکٹر عدنان فراجی نے ۱۸
تحقیقات امام احمد رضا کی در
مشتمل مقالہ مکمل کرلیا۔ فا
اکیڈمی ممبئی اور ادارۂ تحقیقات
ذریعہ جو کتابیں موصول ہوئ
یہاں کے علماء اور اسکالرس
ابھی فتاویٰ رضویہ کی مکمل جلد

نمبر، تاج الفحول نمبر بھی نمائش میں شامل تھیں۔ حضرت فاضل بریلوی کی جن تصانیف کو شامل کیا گیا ان میں جد الممتار، فتاویٰ رضویہ جدید ایڈیشن پاکستان، المجد دالاکبر مصر، بساتین الغفران مصر، کفل الفقیہ الفاھم ہند، الدولۃ المکیۃ ہند کے اسماء قابل ذکر ہیں۔ فتاویٰ رضویہ کے علاوہ اکثر کتابوں کی فوٹو کاپیاں شامل کی گئیں تھیں۔ نمائش کا اہتمام مولانا انیس عالم سیوانی اور مولانا سید سلمان اشرف جائسی نے کیا تھا۔ نمائش کا افتتاح جمہوریہ عراق کے وزیر اوقاف ڈاکٹر عبدالمنعم احمد صالح نے کیا اس موقع پر رئیس الجامعۃ ڈاکٹر محمد عبدالمجید السعید، نائب رئیس الجامعۃ و جامع امام ابوحنیفہ کے امام و خطیب شیخ عبدالغفور قیسی کے علاوہ جامعہ صدام کی تمام کلیات کے سربراہ و اساتذہ و طلباء نے شرکت کی۔ ہندوستانی تہذیب و ثقافت کے اظہار کیلئے لگائی جانے والی نمائش میں کتابوں کی فراہمی مولانا ابو ساریہ علیمی ہند، مولانا سید رحمت اللہ الہاشمی کراچی، مولانا محمد جت سندھ نے کی تھی۔ پچھلے چند مہینوں میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کی علمی کاوشوں اور ان کی خدمات دینیہ کے تعلق سے جمہوریہ عراق کے علمی حلقوں میں کافی بیداری آئی ہے اور ملک کے تقریباً دس مایہ ناز علماء و مشائخ، دکاترہ اور اسلامی اسکالرس فاضل بریلوی کی خدمات جلیلہ کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ عنقریب ان محققین کی آراء و خیالات اور مقالات کو منظر عام پر لایا جائے گا۔ قبل ازیں عراق کے صف اول کے عالم استاذ الشعراء، محقق، عالم، عرب کے نامور ادیب پروفیسر رشید العبیدی نے فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے تین سو تیرہ عربی اشعار پر مشتمل قصیدہ "قصیدتان رائعتان" کی عربی زبان میں تشریح مکمل کر لی ہے۔ بہت جلد یہ کتاب پروفیسر رشید عبیدی کی تقدیم اور اجلہ علمائے عراق و مشاہیر کی تقریظات کے ساتھ زیور طباعت سے آراستہ ہونے والی ہے۔ جامعہ صدام کے استاذ ڈاکٹر عدنان فراجی نے ۱۹۹۸ء کے دورۂ پاکستان سے واپسی پر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی وساطت سے امام احمد رضا کی حیات و خدمات پر مشتمل مقالہ مکمل کر لیا۔ فاضل بریلوی کی اب تک محدود تعداد میں رضا اکیڈمی ممبئی اور ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل اور مولانا ابوالقاسم کے ذریعہ جو کتابیں موصول ہوئی ہیں ان کی زیراکس کاپیاں کافی مقدار میں یہاں کے علماء اور اسکالرس کو پہنچائی جا چکی ہیں مزید کوششیں جاری ہیں۔ ابھی فتاویٰ رضویہ کی مکمل جلدیں دستیاب نہیں ہیں۔

مولانا بدیع العالم رضوی

(اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن، بنگلہ دیش)

"معارف رضا" وقت معینہ پر موصول ہوتا ہے "صد سالہ جشن دارالعلوم منظر اسلام بریلی نمبر" دستیاب ہوا اس کے تمام مضامین قابل دید ہیں بیحد ذمہ داری کے ساتھ مضامین شائع کیئے ہیں پڑھ کر دل بہت خوش ہوا دیگر اراکین کے زیر مطالعہ ہے۔ جناب والا! یہ خبر نہایت رنج و ملال کی ہے کہ رضا اسلامک اکیڈمی کے سرپرست، اکیڈمی کے جنرل سیکریٹری مولانا محمد عبداللہ کے والد محترم نامور شخصیت الحاج خیر البشر صاحب گذشتہ ۲۶/اکتوبر ۲۰۰۱ء بروز جمعہ گیارہ بجے رات کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف بہت سی خوبیوں کے مالک ذی شعور باصلاحیت متقی و پرہیزگار شخصیت تھے آپ رضا اسلامک اکیڈمی سے شائع شدہ تمام کتابوں کے ناشر بھی تھے۔ آپ اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن کی مجلس مشاورت کے رکن بھی تھے مسلک اہلسنت والجماعت کی مزید خدمات انجام دی ہیں اپنے محلہ قصبہ چاندگاؤں میں احمدیہ ودودیہ سنیہ نامی ایک دینی درسگاہ قائم کی۔ آپ پیشوائے اہلسنت علامہ سید محمد طیب شاہ سریکوٹی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے آپ کے مالی تعاون سے بہار شریعت جلد پنجم تک اور دیگر کتابیں بزبان بنگلہ منظر عام پر آ چکی ہیں آپ کی نماز جنازہ بروز سنیچر ۲۷/اکتوبر پہلی مرتبہ صبح گیارہ بجے جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ کے میدان میں علامہ پرنسپل جلال الدین القادری زید مجدہ کی امامت سے ادا ہوئی دوسری مرتبہ بعد نماز ظہر آپ کی دولت خانہ کے سامنے مرحوم کے پیارے لڑکے مولانا محمد عبداللہ کی امامت سے ہوئی۔ کثیر التعداد علماء اہل سنت اور عقیدت مندوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی آپ کی آبائی قبرستان میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس عطا فرمائے آمین۔ رضا اسلامک اکیڈمی کے پانچ سالہ جشن اور مرحوم کی یادگار میں ایک مجلہ عنقریب شائع ہونے کا کام جاری ہے۔ شائع ہونے والے مجلہ میں حضرت قبلہ کا ایک پیغام شائع کرنے کا امید رکھتا ہوں۔ جلد از جلد ارسال فرما کر شکریہ کا موقع بخشیں۔

☆☆☆

مین، "معارف رضا" موصول
سید آل احمد رضوی "مرحوم"
میں ایک مضمون بعنوان "علماء
اھ" مکمل کیا جو ۱۰۵ صفحات
مطبوعہ قاہرہ پر ایک تعارفی

ی الازھری

ماحب کی ایک کتاب کے
کا کام کافی حد تک مکمل کر لیا
اتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں
صرار پر پاکستان آنے کا
ذریعے پاکستان آنا ہوگا،
ہوگی، میرے لائق کوئی
برا ای میل ایڈریس درہ
ہیں تو مجھے پیغام جلدی مل
mumtaz s

می
د، عراق)
یوم تاسیس کے موقع
ات کی نمائش کی گئی۔
کے دو سو نسخوں کے
الحق، سہ ماہی ضیاء
دارالعلوم منظر اسلام

نئی کتب کے تعارف کی اشاعت کیلئے دو نسخے آنا لازمی ہیں (سید محمد خالد قادری)

"نوافل کی جماعت مکروہ ہے"

ترتیب و تحقیق۔۔۔علامہ محمد شہزاد مجددی

صفحات۔۔۔32 ہدیہ۔۔۔=/15 روپے

ناشر۔۔۔دارالاخلاص، ۳۹ مرکز ۔۔۔ لاہور

"نعرۂ حق" (درد انگیز مکتوب)

از۔۔۔مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

صفحات۔۔۔64 ہدیہ۔۔۔=/20 روپے

ناشر۔۔۔ادارہ پاکستان شناسی 2/24 ۔ ذیلدار پارک اچھرہ، ملتان روڈ، لاہور

"IMAM AHMAD RAZA"

By___[illegible]

Pg___16 Rs___10/=

Pub___Idara-i-Tahqeeqat Imam Ahmad Raza International

25 Japan mension, Regal Saddar Karachi

"ماہنامہ پاسبان الہ آباد کا امام احمد رضا نمبر"

مرتبہ۔۔۔علامہ مشتاق احمد نظامی

صفحات۔۔۔176 ہدیہ۔۔۔=/20 روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر۔۔۔رضا اکیڈمی محمد رضا، چاہ میراں گنج بخش روڈ، لاہور

"العمرہ" (عربی)

تحریر۔۔۔دکتور محمد مسعود احمد

مترجم۔۔۔دکتور لبنی محمد اسلام

الورق۔۔۔٢٤ ھدیہ۔۔۔لامعارف

الناشر۔۔۔ادارۃ المسعودیۃ کراتشی الھاتف ٢٢١٣٩٧٣

"عید الکونین"

تحریر۔۔۔دکتور محمد مسعود احمد

مترجم۔۔۔دکتور لبنی محمد اسلام

الورق۔۔۔٨ ھدیہ۔۔۔لامعارف

الناشر۔۔۔ادارۃ المسعودیۃ کراتشی الھاتف ٢٢١٣٩٧٣

"تعظیم اور توقیر" (پشتو)

از۔۔۔ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ژباړونکی۔۔۔عبداللہ غزنوی

مخ۔۔۔٣٤ ھدیہ۔۔۔نہ لیکل شوے

ناشر۔۔۔ادارہ مسعودیہ کراچی ۶/۳، ای. ۵، ناظم آباد

"ارشادات مفتی اعظم"

مرتبہ۔۔۔ابو داؤد اقبال مظہری

صفحات۔۔۔32 ہدیہ۔۔۔=/16

ناشر۔۔۔مظہری پبلی کیشنز C-7 اسٹیڈیم لین ون، خیابان مسلم ڈیفنس، کراچی

"جانشین مسعود ملت"

مصنف۔۔۔محمد عبدالستار طاہر مسعودی

صفحات۔۔۔48 ہدیہ۔۔۔=/20 روپے

ناشر۔۔۔ادارہ تنظیم اسلام ٹی آبادی، سجاد آباد، مغل پورہ، لاہور

"شمائم العنبر فی ادب النداء امام المنبر"

مصنف۔۔۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری (عربی)

تحقیق و ترجمہ۔۔۔علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی

صفحات۔۔۔386 ہدیہ۔۔۔درج نہیں

ناشر۔۔۔رضا اکیڈمی، 26 کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی انڈیا

"الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" (عربی)

از۔۔۔امام الاکبر امام احمد رضا خان القادری

التصحیح و التخریج۔۔۔الشیخ المفتی عبدالقیوم القادری

الھزاروی و الاستاذ ضیاء المصطفیٰ القصوری

الاوراق۔۔۔٢٥٦ ھدیہ۔۔۔[illegible]

الناشر۔۔۔مؤسسۃ رضا، الجامعۃ النظامیۃ الرضویۃ،

لوھاری، لاھور، باکستان

بین الاقوامی تشہیر کا سستا ذریعہ

ماہنامہ ''معارف رضا'' کراچی بین الاقوامی نوعیت کا علمی و ادبی، دینی رسالہ ہے جو کہ بین الاقوامی اسلامی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، رجسٹرڈ، پاکستان کے زیر اہتمام ممتاز ماہر تعلیم، سابق ایڈیشنل سیکریٹری وزارت تعلیم حکومت سندھ، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی سرپرستی میں گذشتہ ۲۲ ربرس سے برابر شائع ہو رہا ہے۔ صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری اس کے ''مدیر اعلیٰ'' پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری ''مدیر'' اور ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری ''نائب مدیر'' ہیں۔ ''معارف رضا'' پاکستان کے تمام چھوٹے بڑے شہروں، تمام قومی و صوبائی محکموں اور تعلیمی اداروں کی لائبریریوں کے علاوہ سعودی عرب، مصر، لبنان، لیبیا، عراق، دبئی، سری لنکا، ساؤتھ افریقہ، برطانیہ، ماریشس، ہندوستان، افغانستان، نیپال، بنگلہ دیش اور امریکہ وغیرہ بھی جاتا ہے جہاں ہر ماہ ہزاروں افراد کی نگاہوں سے گزرتا ہے۔

''معارف رضا'' ابلاغ علم اور ترویج و اشاعت دین کی جو خدمات سرانجام دے رہا ہے اس نیک کام میں آپ بھی شامل ہو سکتے ہیں جس کا ایک طریقہ ''معارف رضا'' میں اپنی مصنوعات/ ادارہ/ کمپنی کا اشتہار دینا بھی ہے۔ اشتہارات کا نرخ نامہ منسلک ہے۔

امید ہے ابلاغ علم اور اشاعت دین کے اس کام میں تعاون کرتے ہوئے اپنے ادارہ کا اشتہار ضرور عنایت فرمائیں گے۔ ''معارف رضا'' آپ کے اشتہار کی اشاعت پاکستان اور دنیا بھر میں آپ کی مصنوعات کی سستی تشہیر کا بہترین ذریعہ بنے گی۔

نرخنامہ اشتہارات

آخری صفحہ (پشت سرورق) فی اشاعت، چار کلر =/5000 ☆ آخری صفحہ (پشت سرورق) فی اشاعت B/W =/2500 ☆ اندرونی صفحہ سرورق، فی اشاعت B/W =/2000 ☆ اندرونی صفحات، پورا صفحہ فی اشاعت B/W =/1500 ☆ اندرونی صفحہ، آدھا صفحہ، فی اشاعت B/W =/1000 (نوٹ) اشتہار کی رقم کی ادائیگی بذریعہ منی آرڈر/ چیک/ بینک ڈرافٹ صرف بنام ماہنامہ ''معارف رضا'' کراچی عنایت فرمائیں، اشتہارات کی اشاعت ادارہ کی مرضی پر منحصر ہے۔ رقم اشتہار کے مضمون کے ساتھ ہی ارسال کریں۔

(نوٹ: اشتہار کا میٹر، آرٹ پول دیتے وقت اس بات کا خاص خیال فرمائیں کہ ہم جاندار کی تصاویر شائع نہیں کرتے)